ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
9
www.tanzeem.org
21 تا 27 جمادی الاوّل 1437ھ/ یکم تا 7 مارچ 2016ء

فتح ونصرت کی بشارت

مسلمان اسلامی معاشرے کے قیام کی راہ میں جو تکلیفیں اٹھاتا ہے وہ درحقیقت رکاوٹیں یا بندشیں نہیں ہیں جو مقصد تک پہنچنے میں حارج ہوتی ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ وہ اس راستے میں جس پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو حکم دیا ہے، پیش آنے والی لازمی چیزیں ہیں۔ یعنی مسلمان اس راستے میں جس قدر تکلیفیں اٹھائیں گے، جس قدر جان کی بازی لگائیں گے، اسی قدر وہ منزل مقصود سے قریب ہوں گے۔ اس لیے اگر مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے یا وہ کسی آزمائش میں مبتلا ہو تو اسے مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اس دین کا مزاج اس کے برعکس صورت کا تقاضا کرتا ہے۔ یعنی جب بھی مسلمان یہ محسوس کریں کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی کوشش میں ان کی تکلیفوں اور مصائب میں اضافہ ہو رہا ہے تو وہ اسے فتح ونصرت کی بشارت سمجھیں۔ اس کی واضح دلیل درج ذیل آیت کریمہ ہے:

”کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا، حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے۔ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے، حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ (اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ) ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔“ (البقرۃ:214)

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اس شمارے میں

زمینی حقائق

ایمان بالآخرت

گلِ نعش

سید عبدالقادر جیلانیؒ شخصیت کا منفرد پہلو

مربّی کے اوصاف

کیا تیسری جنگ عظیم شروع ہو چکی ہے؟

مخلوط تعلیم: معاشرے کا ناسور

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (695)

ڈاکٹر اسرار احمد

موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزات

سُورۃ بَنِی اِسْرَاءِیل — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیت :101

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَھُمْ فَقَالَ لَہٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

آیت ۱۰۱ ﴿وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ﴾ ’’اور ہم نے موسیٰؑ کو نو واضح نشانیاں عطا کی تھیں‘‘

ان میں سے دو نشانیاں تو وہ تھیں جو آپؑ کو ابتدا میں عطا ہوئی تھیں‘ یعنی عصا کا اژدھا بن جانا اور یدِ بیضا۔ ان کے علاوہ سات نشانیاں وہ تھیں جن کا ذکر سورۃ الاعراف کی آیات 130 اور 133 میں ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف قسم کے عذاب تھے (قحط سالی‘ پھلوں اور فصلوں کا نقصان‘ طوفان‘ ٹڈی دل‘ چچڑیاں‘ مینڈک اور خون) جو مصر میں قومِ فرعون پر مختلف اوقات میں آتے رہے۔ جب وہ لوگ عذاب کی تکالیف سے تنگ آتے تو اسے ٹالنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کرتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ عذاب ٹل جاتا۔

سورت کے آغاز میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کے اُس دور کا ذکر کیا گیا ہے جب آپؑ مصر سے نکل کر صحرائے سینا میں آ چکے تھے اور وہاں سے آپؑ کو کوہِ طور پر بلا کر تورات عطا کی گئی تھی: ﴿وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ﴿۲﴾﴾ ’’اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (تورات) دی اور ہم نے اُسے بنایا ہدایت بنی اسرائیل کے لیے‘ کہ تم مت بناؤ میرے سوا کسی کو کارساز‘‘۔ اب آخر میں بنی اسرائیل کے زمانۂ مصر کے حالات کے حوالے سے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا جا رہا ہے:

﴿فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَھُمْ فَقَالَ لَہٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾﴾ ’’تو ذرا پوچھیں بنی اسرائیل سے (اس زمانے کا حال) جب کہ موسیٰؑ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰؑ میں تو تمہیں ایک سحر زدہ آدمی سمجھتا ہوں‘‘۔

دیکھیے جو الفاظ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہے تھے عین وہی الفاظ حضور ﷺ کے لیے آپؐ کے مخالفین کی طرف سے استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی سورت میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ قریش مکہ آپ ﷺ کے بارے میں کہتے تھے: ﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾﴾ ’’تم نہیں پیروی کر رہے مگر ایک سحر زدہ شخص کی‘‘۔

فرمان نبویؐ

انبیاء کو معجزات

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مَا مِثْلُہٗ آمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاہُ اللّٰہُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’انبیاء میں سے ہر ایک نبی کو معجزات میں صرف اتنا دیا گیا جس پر انسان ایمان لا سکے‘ اور جو معجزہ مجھ کو ملا وہ خدا کی وحی (قرآن کریم) ہے جو اس نے میری طرف بھیجی (اور جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے) اس کی بناء پر مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والوں کی تعداد تمام انبیاء کے ماننے والوں سے زیادہ ہوگی‘‘۔

تشریح: نبی اکرم ﷺ سے قبل جن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نشانیاں اور معجزے عطا کیے گئے وہ اُس دور کے لوگوں یا اُس قوم کے لیے دلیل و برہان تھے۔ جیسا موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور یدِ بیضا‘ جس کا مشاہدہ اُس دور کے لوگوں تک محدود تھا۔ مگر حضور ﷺ کو قرآن کی صورت میں ایک ایسا زندہ جاوید معجزہ عطا کیا گیا جو غور و تدبر کرنے والوں کے لیے قیامت تک اللہ کی قدرت اور نشانیوں کا مظہر ہے۔ اس بناء پر حضور اکرم ﷺ کو یقین تھا کہ روزِ قیامت ان کے اُمتیوں کی تعداد تمام انبیاء کے اُمتیوں سے زیادہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

زمینی حقائق

’’نیپالی قوم نے بھارتی چالبازوں کے سامنے قومی خودمختاری کا ڈٹ کر دفاع کیا۔ 20 ستمبر 2015ء کو شروع ہونے والا محاصرہ بالآخر 12 فروری 2016ء کو ٹوٹ گیا۔ مودی اور اس کے حواریوں کا نیپالی آئین میں من پسند 7 ترامیم کرانے کا خواب ادھورا رہ گیا۔ کھٹمنڈو میں بھارتی ہائی کمشنر رنجیت رائے کو وائسرائے بنانے کا منصوبہ ناکام ہوگیا۔ نیپالی وزیر خارجہ کمال تھاپا نے سفارتی محاذ پر بھارتی چالبازوں کو خاک چٹادی۔ کاش ہمارے پاس بھی کوئی کمال تھاپا ہوتا، کیا عجب ستم ظریفی ہے کہ ہمارا تو کوئی وزیر خارجہ ہی نہیں۔ نیپالی وزیراعظم کھادگا پرشاد شرما اولی نے محاصرہ کے دوران یرغمالی وزیراعظم کے طور پر بھارت کا دورہ کرنے سے انکار کرکے باور کرایا تھا کہ پہلے محاصرہ غیر مشروط ختم ہوگا۔ طویل محاصرہ کے دوران ایک طرف ہڈیوں کا گودا جما دینے والی سخت سردی اور دوسری طرف ایندھن کی عدم دستیابی نیپالی قوم کے لیے سب سے بڑا امتحان تھی لیکن ساری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر مکروہ بھارتی عزائم کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہوگئی۔ ہماری قوم کے لیے نیپال کے 135 دن جاری رہنے والے محاصرہ میں کئی سبق موجود ہیں کہ تمام تر زمینی حقائق، خشکی سے گھرے ہوئے نیپال کے خلاف تھے۔ تباہ کن زلزلے کی وجہ سے چین کے ساتھ تمام زمینی راستے اور ذرائع آمدورفت ختم ہو چکے تھے، بھارت نے ناکہ بندی کرکے دنیا سے رابطے کا واحد راستہ بھی بند کر دیا تھا۔ پٹرول ختم ہونے کے بعد فضائی رابطہ بھی نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔ جان بچانے کی ادویات ختم ہو چکی تھیں، تعلیمی ادارے بند ہو چکے تھے، ٹریفک ناپید ہوتی جارہی تھی، نیپال پتھر کے دور میں واپس جا چکا تھا لیکن اذیت کے اس اعصاب شکن سفر میں بھی بھارتی نیتاؤں کو کھٹمنڈو میں ایک بھی ایسا دانشمند نہ مل سکا جو نیپالی قوم کو زمینی حقائق کے سامنے سر جھکانے کا مشورہ دینے کی جرأت کرسکتا کہ قومی عزت و افتخار پر سودے بازی کا کھٹمنڈو میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ اسلام آباد نہیں تھا جہاں پر ایرا غیرا، نتھو خیرا زمینی حقائق کے نام پر امن کے سہانے سپنے دکھا کر ہمیں یک طرفہ ذہنی شکست پر آمادہ کر رہا ہے۔‘‘

مندرجہ بالا تحریر ایکسپریس اخبار میں اسلم خان صاحب کے شائع ہونے والے ایک کالم سے لیا گیا اقتباس ہے۔ پاکستان میں اُن لوگوں کو انگلیوں پر شمار کیا جاسکتا ہے جن کے علم میں ہو کہ گزشتہ ساڑھے چار ماہ سے نیپال کن حالات سے گزر رہا تھا اور بھارت امریکہ کی پشت پناہی سے خطے میں کیسا گھناؤنا کھیل کھیل رہا تھا۔ علاوہ ازیں بھارت کا اپنے پڑوسیوں سے عمومی رویہ کیسا ہے؟ فرض کیجیے، خدانخواستہ پاکستان اپنے کسی کمزور ہمسائے سے یہ سلوک کر رہا ہوتا تو بھارت دنیا میں کس قدر واویلا مچاتا اور عالمی سطح پر پاکستان کو مجرم بنا کر کٹہرے میں کھڑا کر چکا ہوتا۔ اِس کے برعکس پاکستان کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے اس عرصہ میں نیپال کا نام لینے کی بھی جرأت نہ کی چہ جائیکہ بھارت کے اس ظلم کا پردہ چاک کیا جاتا، ہمارا وہ الیکٹرانک میڈیا بھی اس حوالہ سے گونگا بہرہ ہوگیا جو بھارت میں پٹاخہ چل جانے پر اُن دانشوروں کے ’’بالاگ‘‘ تبصرے دنیا کو سنانا شروع کر دیتا ہے جس میں اول و آخر قوم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ ہمیں اپنا گھر درست کرنا ہوگا۔ ہم دنیا میں تنہا نہیں رہ سکتے، ہمیں زمینی حقائق کا ادراک کرنا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ یہ زمینی حقائق

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 جمادی الاوّل 1437ھ — جلد 25
یکم تا 7 مارچ 2016ء — شمارہ 09

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سب سے پہلے اُس وقت ہماری جان کا وبال بنے تھے جب نائن الیون کے مبینہ سانحہ کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرتے ہوئے ہمیں کہا تھا۔ you are with us or against us یعنی آپ ہمارے ساتھ ہیں یا ہمارے مخالفین میں سے ہیں اور ہم نے ہمسائیگی کے ساتھ ساتھ سیاسی، سفارتی، قانونی اور اخلاقی آداب اور انصاف کے تقاضے سب کچھ بالائے طاق رکھتے ہوئے کمزور کے مقابلے میں طاقتور اور بالادست کا ساتھ دیا اور زمینی حقیقت کیا سامنے آئی۔ سب سے پہلے پاکستان، عقل اور مادیت کے پرستار آج بھی یہ کہتے ہیں کیا ہم امریکہ کے خلاف جنگ کرتے؟ جنگ میں کودنے کا حمایتی کوئی بھی نہیں لیکن غیر جانبدار رہا جا سکتا تھا۔ دنیا کے سامنے اپنا موقف پیش کیا جا سکتا تھا۔ یقیناً دنیا حقائق و دلائل پر مبنی موقف قبول کرتی۔

بہر حال طاقتور امریکہ کمزور اور ناتواں طالبانِ افغانستان کی حکومت ختم کرنے میں تو کامیاب ہوا لیکن پندرہ سال تک اسی چٹان سے سر پٹخنے کے بعد اُن ہی طالبانِ افغانستان سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے۔ یہ نتیجہ ہے اللہ رب العزت پر بھروسا کرتے ہوئے طاغوتی قوتوں کے پیدا کردہ زمینی حقائق کو ٹھکرانے کا جبکہ پاکستان جس نے امریکہ کا ہاتھ تھام کر یہ سمجھا تھا کہ فرعون دنیا کے سائے تلے معاشی ترقی ہوگی، کشمیر جھولی میں آ گرے گا، ایٹمی اثاثہ جات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائیں گے لیکن آج کی زمینی حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کو سلامتی کے لالے پڑے ہیں، کشمیر کو دور سے بھی دیکھنے پر بھارت کو اعتراض ہے۔ معاشی طور پر دیوالیہ ہوا چاہتے ہیں۔ ایٹمی اثاثہ جات دشمن کے نشانے پر ہیں۔ نائن الیون کے موقع پر فوجی حکومت پاکستان پر مسلط تھی لہٰذا وہ زمینی حقائق کو چاٹتی چاٹتی امریکہ کے سامنے زمین ہی کی طرح بچھ گئی۔

آج ایک سول حکومت ہمارا مقدر ہے اور وہ امریکہ چھوڑ بھارت کے سامنے بچھی جا رہی ہے۔ پٹھانکوٹ کے ائربیس پر دہشت گردوں نے حملہ کیا، ایسے شواہد سامنے آ رہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارتی ریاست سے ناراض عناصر اس میں ملوث ہیں لیکن بھارتی میڈیا یہ پکا راگ الاپ رہا ہے کہ اس میں پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کا ہاتھ ہے۔ کوئی ٹھوس ثبوت فراہم نہیں کیے گئے۔ جو ٹیلی فون نمبرز دیئے گئے تھے جعلی نکلے۔ دہشت گردوں کی لاشیں دکھانے کا کہا گیا تو جواب ملا کہ جل کر ناقابل شناخت ہو چکی ہیں۔ پھر بھی ہماری سول حکومت نے زمینی حقائق کا ادراک کرتے ہوئے گوجرانوالہ میں FIR نامعلوم افراد کے خلاف درج کر لی ہے جبکہ بھارتی سیکورٹی فورس (BSF) کے ذمہ داران چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ اُس روز سرحد عبور کرنے کا کوئی واقعہ ہی پیش نہیں آیا۔ جونہی پاکستان میں FIR درج کی گئی بھارت کی طرف سے do more کا مطالبہ سامنے آ گیا۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بھارت کا یہ مطالبہ بھی سامنا آیا ہے کہ اُسے افغانستان سے تجارت کے لیے راہداری دی جائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ غیر ممالک کو تجارتی سہولتیں اور راہداریاں دینا اکثر اوقات بہت مہنگا پڑتا ہے۔ بھارت جیسے ازلی دشمن سے ہم کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ شنید یہ ہے کہ یہی وہ اصل تنازعہ ہے جو موجودہ عسکری قیادت اور سول قیادت میں کشیدگی کا باعث بنا ہوا ہے۔

بہر حال ہمارا موضوع زمینی حقائق کے ادراک کا ہے۔ ہم ہرگز ہرگز یہ سوچ نہیں رکھتے کہ زمینی حقائق کو یکسر نظر انداز کر دینا چاہیے۔ دینی اور دنیوی دونوں لحاظ سے زمینی حقائق اہم ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ قوم کی عزت و وقار اور دینی غیرت و حمیت پر رتی بھر حرف آئے بغیر اگر زمینی حقائق کا اعتراف اور ادراک کیا جائے اور اُن کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ اپنے معاملات نبٹاتے ہیں تو ہر فہیم اور ذی شعور انسان کے لیے یہ قابل قبول ہوگا۔ یعنی یہ کہ کسی ہدف کے حصول کے لیے اپنی دینی بنیادوں پر قائم رہتے ہوئے اور اپنی دنیوی اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے اگر زمینی حقائق کو بنیاد بنا کر آپ کوئی تبدیلی یا ترمیم کرتے ہیں تو اس میں قطعی طور پر کوئی حرج یا نقصان نہیں لیکن کسی قوت سے مرعوب اور خوفزدہ ہو کر یا کسی دنیوی طمع اور لالچ میں اگر عزت و وقار اور غیرت و حمیت کی بولی لگنے پر ہدف ہی سے رخ موڑ لیا جائے یا ہدف کے حصول میں ایسا لائحہ عمل اختیار کر لیا جائے جو دینی غیرت سے لگا نہ کھاتا ہو یا عدل و انصاف کے تقاضوں سے متصادم ہو تو ایسے زمینی حقائق کو قبول کرنے سے سرے سے انکار کر دینا چاہیے اگرچہ اس کی ظاہری قیمت کتنی ہی کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

ضیاء الحق کے دور میں اسرائیل کی طرف سے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی اطلاعات آئیں۔ اُس وقت پاکستان کے پاس ایسے میزائل نہیں تھے کہ وہ اسرائیل کے خلاف جوابی کارروائی کر سکے۔ تو ضیاء الحق نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ ہمارا اصل دشمن بھارت ہے۔ اگر دنیا کے کسی بھی حصے سے ہمارے خلاف ایکشن ہوا تو ہم اس کا جواب بھارت کو دیں گے اس لیے کہ بھارت کی مدد کے بغیر پاکستان پر حملہ اسرائیل کے لیے ممکن نہ تھا۔ یہی بات امریکہ کو اُس وقت کہی جا سکتی تھی اگر وہ طالبان کے خلاف جنگ میں غیر جانبدار رہنے کی صورت میں بھی پاکستان کو دھمکی لگاتا کہ وہ یہ مدد بھارت سے حاصل کر لے گا اور پاکستان کو پتھر کے دور میں پہنچا دیا جائے گا۔ حقیقت میں بدقسمتی سے ہمارے حکمران اپنے اقتدار کے لالچ میں ملکی مفاد کے خلاف کام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ زمینی حقائق یقیناً مشکلات پیدا کر رہے ہوتے ہیں لیکن اُنہیں موافق بنانے کے لیے عزم صمیم کی اور حق پر مبنی اپنے موقف پر ڈٹ جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

☆☆☆

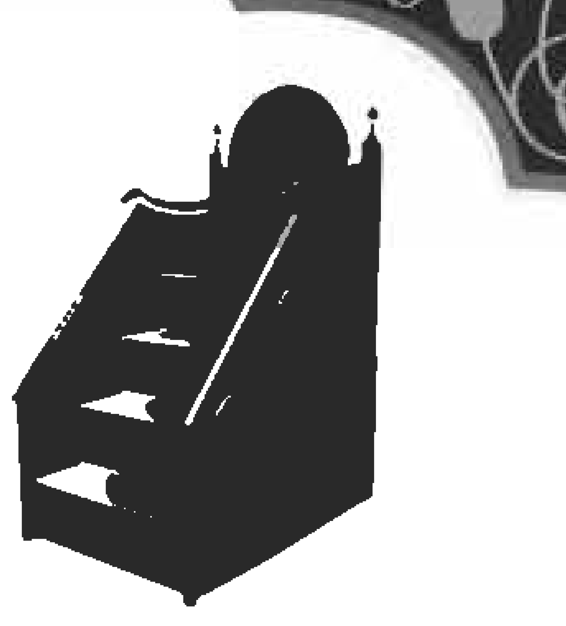

ایمان بالآخرت

سورۃ القیامہ کے پہلے رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم رابطہ بیرون پاکستان ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے 12 فروری 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

ابھی آپ نے سورۃ القیامہ کے پہلے رکوع کی تلاوت سنی ہے۔ سورۃ القیامہ کا موضوع وقوعِ قیامت، قیامت کے دلائل، اس کے احوال اور اس کی علامات ہے۔ یہ سورت قرآنِ مجید کی ان چند سورتوں میں سے ہے جس کا نام اسم بامسمّٰی ہے یعنی اس کے نام کی اس کے موضوع سے بہت مناسبت ہے۔ یہ قرآن مجید کی آخری منزل کی سورت ہے جس کا مرکزی مضمون انذارِ آخرت ہے۔ اس موضوع کی ہمارے دین میں بہت اہمیت ہے' اس لیے کہ جتنا آخرت پر ایمان پختہ ہوگا اتنا ہی انسان کا انفرادی عمل بھی صحیح ہوگا اور یہ معاشرہ بھی بہتر سے بہتر ہوتا چلا جائے گا۔

سورت کی ابتدا میں نفی کی جا رہی ہے ہر اس غلط بات کی جو اس وقت معاشرے میں پھیل رہی تھی۔ وہاں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ یہ اللہ کے رسول خبر دیتے پھر رہے ہیں کہ جب انسان مر جائے گا تو اس کے بعد ایک وقت آئے گا کہ اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا اور پھر اس کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ اب بظاہر انکار کی کیفیت یہ ہے کہ لوگوں کو یقین نہیں آ رہا کہ کیسے ہڈیاں جمع ہوں گی' کیسے انسان دوبارہ زندہ ہوگا' وغیرہ۔ چنانچہ ان تمام چیزوں کی نفی کی گئی اور پھر قیامت کے دن ہی کی قسم کھائی گئی جس کا کفار انکار کر رہے تھے:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ①﴾ ''نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔''

قرآن مجید میں اور بھی بہت سے مقامات پر قیامت کے یقینی ہونے کو بیان کیا گیا ہے' مثلاً سورۃ الذاریات میں فرمایا:﴿اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ⑤ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ⑥﴾ ''جو وعدہ تمہیں دیا جا رہا ہے وہ یقیناً سچ ہے اور جزا و سزا ضرور واقع ہو کر رہے گی''۔ تم اللہ کو نہیں مانتے مگر تم یہ تو دیکھ رہے ہو کہ یہ کلام محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ادا ہو رہا ہے جو تمہارے درمیان الصادق اور الامین کے لقب سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک مرتبہ ابوجہل سے پوچھا گیا تو اس نے بھی یہی کہا کہ آپ (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتے۔ اُن سے کہا گیا کہ پھر ان کی بات کو مان لو! لیکن یہ کڑوی گولی تھی جو اس کے حلق سے نہیں اُتر سکی۔ اس لیے کہ اللہ کا رسول ماننے کا مطلب اس کو معلوم تھا کہ پھر سرداری ختم! اس کی سرداری اس کے آڑے آ گئی' ورنہ وہ اپنے زمانے کا بہت دانشور شخص تھا۔

﴿وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ②﴾ ''اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں نفسِ لوامہ کی۔''

دوسری قسم ملامت کرنے والے نفس کی کھائی گئی ہے......

مرتب: حافظ محمد زاھد

اچھائی اور برائی کا شعور ہر سلیم الفطرت شخص کے دل میں ہے۔ کسی کی فطرت مسخ ہو گئی ہو تو وہ ایک الگ معاملہ ہے' لیکن انسان کے اندر ایک ضمیر ہے جو گواہی دیتا ہے کہ کیا اچھا ہے' کیا برا ہے۔ اب اگر کوئی شخص واقعی دانشور ہے' سوچنے سمجھنے والا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ اس دنیا میں نہ تو کسی کو اس کی اچھائی کا پورا بدلہ مل رہا ہے اور نہ کسی کو اس کی برائی کی پوری سزا مل رہی ہے۔ لہٰذا وہ سوچتا ہے کہ ایک وقت ایسا آنا چاہیے کہ ہر شخص کا حساب کتاب ہو' آڈٹ ہو اور پھر اس کے اعمال و افعال کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے۔

﴿اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ③﴾ ''کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے؟''

یہ اللہ کی قدرت کا بیان ہے اور اسی سورت کے آخر میں اللہ نے فرمایا کہ تم گندے پانی کی ایک بوند سے پیدا کیے گئے ہو جس کا نام بھی تم اپنی زبان پر لاتے ہوئے شرماتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں گندے پانی کی بوند سے سوچنے سمجھنے والا انسان بنا دیا تو کیا وہ دوبارہ نہیں بنا سکتا۔

﴿بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ④﴾ ''کیوں نہیں! ہم تو پوری طرح قادر ہیں اس پر بھی کہ ہم اس کی ایک ایک پور درست کر دیں۔''

بڑا شاہانہ اور پُر جلال انداز ہے۔ آج کل تو فنگر پرنٹس کا زمانہ ہے' لیکن چودہ سو سال پہلے جب یہ آیتیں نازل ہو رہی تھیں' اس وقت لوگوں کا ایمان کیا ہوگا کہ وہ پڑھتے تھے اور ایمان لاتے تھے۔ آج سائنسی ترقی کے زمانے میں ہمارا ایمان پہلے سے زیادہ مضبوط ہونا چاہیے اس لیے کہ سائنسی تحقیق بتاتی ہے کہ دو انسانوں کی انگلیوں کے نشان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ انسان کی پور پور ٹھیک کر دے اور قرآن حکیم میں تو یہاں تک ہے کہ ہم تو تمہیں کسی اور اٹھان میں اُٹھائیں گے اور پھر انسان کی کھال، انسان کے کان، انسان کے ہاتھ پیر سب بولنے والے ہوں گے اور انسان کے خلاف گواہی دیں گے۔ اللہ تو ایسے جسم بنانے پر قادر ہے۔ اس دنیوی جسم میں تو بہت سی کمزوریاں ہیں' جبکہ وہاں جو جسم حاصل ہوگا اس میں کوئی کمزوری نہیں ہوگی اور جب عذابِ جہنم سے کسی کی کھال جل جائے گی تو کھال نئے سرے سے اُگ آئے گی تاکہ درد کا احساس باقی رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین!

﴿بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ⑤﴾ ''بلکہ انسان تو یہ چاہتا ہے کہ فسق و فجور آگے بھی جاری رکھے۔''

انسان آخرت کے تصور سے اِس لیے گریز کرتا ہے کہ پابندیاں لگتی ہیں اور پھر انسان کو حلال و حرام میں تمیز کرنا پڑتی ہے' جبکہ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ فسق و فجور میں

آگے سے آگے چلا جائے۔ حقیقت میں آخرت پر ایمان عمل کی درستگی کے لیے بہت ضروری ہے اور عمل میں درستگی آ ہی نہیں سکتی اگر آخرت کا تصور نہ ہو۔

﴿يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۞٦﴾ ''وہ پوچھتا ہے:
کب آئے گا قیامت کا دن؟''

چونکہ یقین نہیں ہے اس لیے وہ استہزائیہ انداز میں قیامت کے بارے میں پوچھتے تھے کہ کب آئے گی قیامت اور پھر دل کی تسلی کے لیے سوچ لیتے تھے کہ اگر آئے گی بھی تو ہم بچ جائیں گے۔ یہود کہتے تھے کہ ہم تو اللہ کے چہیتے ہیں اور: ''ہمیں تو آگ ہرگز چھو نہیں سکتی' مگر گنتی کے چند دن'' (البقرۃ:80)۔ اسی طرح عیسائی کہتے تھے کہ ہمارا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اُٹھالیا' (معاذ اللہ) مصلوب کر دیا اور سزا دے دی تو تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو گیا۔ اب بس ان پر ایمان لے آؤ تو آخرت میں نجات ہی نجات ہے۔

مشرکین مکہ کے عقائد یہ تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ انہوں نے ان کے مجسمے بنا کر رکھے تھے اور ان کے آگے نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ اگر کوئی آخرت ہوئی بھی تو وہاں پر یہ اللہ کی بیٹیاں کام آئیں گی اس لیے کہ بیٹیاں بڑی چہیتی ہوتی ہیں اور بیٹیوں کی فرمائش باپ رد نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ اگر آخرت کا مکمل طور پر انکار نہ بھی کیا جائے اور اس حوالہ سے حیل وحجت سے کام لیا جائے تو بھی انسان صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔

آج کل ہم نے بھی آخرت کے عقیدے میں ملاوٹ کی ہوئی ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ احادیث میں بیان کردہ قیامت کی نشانیاں ابھی اتنی وقوع پذیر نہیں ہوئیں' لہٰذا ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ ابھی تو جوانی ہے اور ابھی تو ذرا عیش کے دن ہیں۔ بڑھاپا آئے گا تو نماز روزہ بھی کر لیں گے۔ گویا ہمارا نظریہ یہ بن چکا ہے کہ جوانی میں نماز اور اللہ کے احکامات پر عمل کرنا معاف ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن جو پہلے پانچ سوال ہوں گے' اس میں ایک سوال یہ بھی ہو گا کہ جوانی کیسے گزاری۔

کفار و مشرکین چونکہ استہزائیہ انداز میں وقوعِ قیامت کا پوچھتے تھے تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی ٹائم ٹیبل نہیں دیا' بلکہ انداز اور بھی تیکھا ہو گیا کہ قیامت تو لازماً آئے گی اور اس دن حال یہ ہو گا:

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۞٧ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۞٨ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۞٩﴾ ''پس جب نگاہیں چندھیا جائیں گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ اور سورج اور چاند یکجا کر دیے جائیں گے۔''

گویا کائنات کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ آج ہمیں سائنس یہ بتاتی ہے کہ کائنات کا نظام ختم ہونے والا ہے اور سیاروں پہ تحقیق کرنے والے خبریں دیتے ہیں کہ سورج مغرب سے بھی طلوع ہو سکتا ہے اور یہ ستارے ایک بلیک ہول میں غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بتائی تھیں' آج وہ سب سچ ہو رہی ہیں لیکن پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور ہمارے ایمان بھی پختہ نہیں ہوتے۔ ہمارے ایمان تو ان تحقیقات کے سامنے آنے پر اور بھی زیادہ پختہ ہونے چاہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی ساری خبریں ایک ایک کر کے سچ ثابت ہو رہی ہیں۔

﴿يَـقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۞١٠ كَلَّا لَا وَزَرَ ۞١١ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ۞١٢﴾ ''اُس دن انسان کہے گا: ہے کوئی بھاگ جانے کی جگہ؟ (کہا جائے گا:) ہرگز نہیں' کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ اس روز تمہارے ربّ ہی کے حضور کھڑے ہونا ہے۔''

اس آیت میں اللہ کی شفقت عیاں ہو رہی ہے۔ اللہ نے سمجھانے کے انداز میں توجہ دلائی ہے کہ اس دن چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ہو گی' لہٰذا ابھی سے اس کے لیے تیاری کر لو۔ اس دن کفار سے کہا جائے گا کہ تم جس دن کا انکار کرتے رہے اور جس سے نظریں چراتے رہے آج وہ دن حقیقت بن کر تمہارے سامنے آ گیا ہے اور آج تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ گویا تمہیں عین الیقین

پریس ریلیز 26 فروری 2016ء

آصف علی زرداری کے یوٹرن سے پیپلز پارٹی کی رہی سہی ساکھ بھی تباہ ہو جائے گی

چند ماہ پہلے اُنہوں نے فوج کو کھلم کھلا چیلنج کیا تھا، اب فوج اور اُس کی قیادت کی تعریف کے پل باندھتے ہیں اور راحیل شریف کی قیادت کو ناگزیر قرار دیا ہے

چودھری رحمت اللہ بٹر

آصف علی زرداری کے یوٹرن سے پیپلز پارٹی کی رہی سہی ساکھ بھی تباہ ہو جائے گی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر چودھری رحمت اللہ بٹر نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ چند ماہ پہلے آصف علی زرداری کا یہ بیان عوام کے ذہنوں میں ابھی تازہ تھا جس میں اُنہوں نے فوج کو کھلم کھلا چیلنج دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ لڑنا جانتے ہیں اور اگر اُنہیں چھیڑا گیا تو وہ بھی جوابی حملے سے اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ لیکن اب انہوں نے اپنے تازہ ترین بیان میں فوج اور اُس کی قیادت کی تعریف کے پل باندھے ہیں اور راحیل شریف کی قیادت کو ناگزیر قرار دیا ہے اور اس کے تسلسل کا مطالبہ کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے سیاست دانوں کے موقف اصولوں کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ ذاتی اور جماعتی مفاد کے تابع ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بیان درحقیقت فوج کے آگے ہتھیار ڈالنے اور اُس کے آگے رحم کی اپیل کرنے کے مترادف ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ صدر زرداری کا بیان سے لاتعلقی کا اظہار بھی عجیب ہے اس لیے کہ پنجاب اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندے نے ایک قرارداد جمع کرائی ہے کہ جنرل راحیل شریف کی مدت ملازمت میں توسیع کی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ سیاست کسی ذی فہم اور صحیح العقل شہری کے لیے ناقابل فہم ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

حاصل ہوگیا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو انسان کا ایمان سارا کا سارا سننا اور ماننا ہی ہے۔ جب وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہ کرام ؓ وحی نازل ہوتے دیکھتے تو نہیں تھے‘ لیکن جب اللہ کے رسول ان آیات کو پڑھتے اور بتاتے تھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے تو وہ فوراً ایمان لے آتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ’’صدیق اکبر‘‘ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب ان کے پاس چند مشرکین آئے کہ تمہارا دوست کہہ رہا ہے کہ میں آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو ٹھیک کہا ہے۔ گویا انہیں تحقیق کی بھی ضرورت نہیں کہ میں جا کے پوچھ ہی لوں کہ جناب آپ ﷺ نے کہا بھی ہے کہ نہیں۔ اسی تصدیق پر آپؓ کو ’’صدیق اکبر‘‘ کا لقب ملا۔

بہر حال ایمان تو نام ہی سننے اور عمل کرنے کا ہے۔ ایمان دیکھنے کا نام نہیں ہے، جبکہ انسان کی کمزوری یہ ہے کہ یہ دیکھ کر یقین کرنے کا عادی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں بھی دھوکہ ہو سکتا ہے تو منکرین آخرت کو عین الیقین تو وہاں ہوگا جب وہ دوبارہ پیدا کر کے میدانِ حشر میں حاضر کیے جائیں گے اور اپنی آنکھوں سے سارا کچھ دیکھ رہے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیے کہ یہ کلام عین الیقین سے بڑھ کر حق الیقین ہے بایں طور کہ اس کا ایک ایک لفظ حق ہے اور اس کلام میں موجود ایک ایک خبر سچ ہے۔ اسی حوالے سے سورۃ الواقعہ میں فرمایا: ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾﴾ ’’یقیناً یہ سب کچھ قطعی حق ہے‘‘۔ لہٰذا عین الیقین سے پہلے اس حق الیقین کو مانتے ہوئے آخرت کی تیاری کر لو ورنہ وہاں تو پھر نہ کوئی سفارش مانی جائے گی‘ نہ کوئی عذر قبول ہوگا اور نہ وہاں سے کسی کو دوبارہ عمل کرنے کے لیے دنیا میں بھیجا جائے گا۔

﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿١٣﴾﴾

’’جتلا دیا جائے گا انسان کو اُس دن جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہوگا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہوگا۔‘‘

کس چیز کو ترجیح دی؟ آخرت کو یا دنیا کو‘ وہاں سب بتا دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بھی عمل کیا تو اس کا بھی پورا پورا حساب کر دیا جائے گا۔ اگر تو اس نے اچھا عمل کیا تو اس کا ثواب اسی کے لیے ہے اور جو اچھا عمل پیچھے چھوڑ دیا تو وہ اس کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ لیکن اگر معاذ اللہ برا عمل کیا اور اس دنیا میں توبہ نہیں کی تو آخرت میں بھی اس کے لیے برا بدلہ ہے اور اگر پیچھے کوئی برا عمل کر کے چھوڑ گیا اور وہ بھی چلتا رہا تو اس کے گناہ بھی اس کے کھاتے میں جمع ہوتے رہے گے۔

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾﴾ ’’بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی بصیرت رکھتا ہے۔‘‘

یعنی انسان کو بتلانے کی بھی ضرورت پیش نہیں آئے گی اس لیے کہ انسان کو تو خود معلوم ہوگا کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ اسے معلوم ہوگا کہ وہ دنیا میں کیا کر کے آیا ہے اور کیا پیچھے چھوڑ کے آیا ہے۔

﴿وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾﴾ ’’اور چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔‘‘

انسان وہاں پر معذرتیں پیش کرے گا‘ لیکن اس دن نہ تو یہ قبول ہوگی اور نہ کوئی عذر یا تاویل کی کوئی حیثیت ہوگی۔

اس کے بعد کی جو آیات ہیں‘ ان میں بظاہر نبی اکرم ﷺ سے خطاب ہے۔ فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾﴾ ’’آپ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔ اسے جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔‘‘

نبی اکرم ﷺ کو وحی کا بڑا انتظار رہتا تھا اس لیے کہ یہ وحی اللہ سے ربط کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن نیکی کے کام میں بھی عجلت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾﴾ ’’پھر جب ہم اسے پڑھوا دیں تو آپ اس کی قراءت کی پیروی کیجیے۔ پھر ہمارے ہی ذمے ہے اس کو واضح کر دینا بھی۔‘‘

ان آیات کا ماقبل بیان ہونے والے مضمون سے ربط یہ ہے کہ انسان کو اللہ کی قدرت پہ یقین نہیں آ رہا کہ کیسے قیامت قائم ہوگی اور کیسے انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا جبکہ اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ گئی ہوں گی۔ تو اس بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل میں قرآن کو اپنی قدرت سے جمع کر دیا ہے۔ اکثر اوقات تو چند آیات نازل ہوتی تھیں‘ لیکن سورۃ الانعام کے بارے میں روایت ہے کہ پوری سورت ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی اور اتنی طویل سورت بھی حضور ﷺ کو فوراً یاد کرا دی گئی اور حضور ﷺ نے ان آیات کو مجمع کے سامنے سنا بھی دیا۔ چنانچہ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ وہ اپنے نبی کے سینے میں اس قرآن کو محفوظ کر سکتا ہے تو وہی اللہ تمہیں مردہ سے زندہ کر دینے پر بھی قادر ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾﴾ ’’ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو۔ اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔‘‘

انسان کی فطرت یہ ہے کہ میں نے آج جو کوشش کی ہے اس کا نتیجہ آج ہی نظر آنا چاہیے۔ اگر میں نے نیکی کی ہے تو نیکی کا بدلہ مجھے آج ہی مل جائے۔ اگر اللہ چاہے تو کسی کی نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دے دے۔ اللہ اس پر بھی قادر ہے‘ لیکن اصل وعدہ آخرت کا ہے اور اصل فیصلے قیامت کے دن ہوں گے۔ اسی لیے آخرت کو ’’یوم التغابن‘‘ (ہار جیت کے فیصلے کا دن) کہا گیا ہے۔

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾

’’بہت سے چہرے اُس دن تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔‘‘

اولاً تو اہل جنت کو بے شمار نعمتیں حاصل ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں اپنا دیدار کروائیں گے۔ ربنا اجعلنا منھم!

﴿وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾﴾ ’’اور بہت سے چہرے اُس روز اُترے ہوئے ہوں گے۔ ان کو یقین ہوگا کہ اب ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہونے والا ہے۔‘‘

اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی موت کا منظر پیش کر دیا تا کہ ہر شخص اپنی موت کو یاد کرے:

﴿كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾﴾

’’ہرگز نہیں! جب کہ جان آ کر پھنس جاتی ہے ہنسلیوں میں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔ اُس دن تیرے رب ہی کی طرف دھکیلے جانا ہے۔‘‘

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس کی موت آ گئی‘ اس کی تو قیامت واقع ہو گئی۔ اگر کوئی اچھے عمل کیے ہیں یا اچھی اور نیک اولاد چھوڑی ہے یا نیکی کا کوئی ایسا کام کر کے گئے ہیں کہ جو آپ کے بعد بھی جاری ہے تو یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے اور اس کا ثواب آپ کو ملتا رہے گا‘ ورنہ عمل کا دفتر تو آپ کی موت کے ساتھ ہی بند ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری کرنے اور قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

گلِ نعش

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج کی دنیا کی ہر شے نرالی ہر ذوق نرالا ہے۔ عجب شیطانی ذوق پروان چڑھ رہے ہیں۔ غذاؤں میں صحت مندانہ، فرحت بخش غذاؤں کی جگہ کاغذی، مشینی نقصان دہ غذائیں بڑے بڑے بل بورڈوں پر چڑھی حرافاؤں کے جلوؤں کے صدقے اعصاب پر طاری کردی گئی ہیں۔ کاغذی چپس تازہ آلو کا منہ چڑاتے ہیں۔ چمکتے دمکتے خوش رنگ لفافوں میں طرح طرح کے غذائی کاغذوں پر نمک مرچ رنگ چھڑک کر کڑکڑاتے، بچوں کے ہاتھ میں تھما دیئے جاتے ہیں۔ جیب خالی، صحت برباد۔ سوپ کے نام پر مرغی (وہ بھی شیوری، کاغذی، مسلمانوں کی طرح بے آواز بے جان، چٹی سفید، انفرادیت سے محروم، کٹنے مرنے کو تیار!) کے غسل کا پانی، مکئی کے آٹے کی لیوی میں، سرکے میں غرق لال مرچ اور رنگوں (سیاہ، سرخ) کا ملغوبہ! مشروبات، ہمارے زمانے میں خوش رنگ، فرحت بخش ہوا کرتے تھے۔ یہاں آج سیاہ فام حواس باختہ کن مشروبات کا دور دورہ ہے۔ تیزاب اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جسے پینے والا ڈکارنے کی غیر مہذب مشین بن جائے۔ فیشن یا تو شرمناک ہیں یا حد درجے ہونق۔ بکھرے اجڑے بالوں، پھنسی زنانہ مردانہ جینز، مذکر مؤنث گڈمڈ۔

اس سے نمٹ نہ پائے تھے کہ پھولوں پر بھی بدذوق ابلیسی ہاتھ چڑھ دوڑا۔ آسٹریلیا میں 10 برس سے نباتاتی باغ میں بڑی محنت سے ایک پھول کی افزائش کی گئی۔ گلِ نعش (Corpse-Flower)! دنیا کا سب سے بڑا پھول جو سڑے بدبودار گوشت کی سی بو دیتا ہے۔ خبر سے بھی بدبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے۔ انسانی ذوق کی سڑاند...... بدکاری، ہم جنسی، فحش کاری، بدبودار نوٹوں کی کرپشن سے نکل کر پھولوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گی۔ کبھی سوچا بھی نہ تھا! پھول اور اس درجے سڑاند بھرا......؟ منافق کہیں کا۔ عبداللہ بن ابی جس کے کردار کی بدبو 1400 سال کا سفر طے کر کے مدینہ سے ہم تک پہنچتی ہے تو ہم عبرت، حیرت اور دُکھ میں ڈوب جاتے ہیں۔ سراج منیر صلی اللہ علیہ وسلم کی ضو پاشیوں تلے تاریکیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غرق منافق......؟ سفر معراج سے انسانیت کو سیرت و کردار کی معراج عطا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ کر بھی شفاعت سے محروم، دعائے مغفرت نبی ﷺ کی بھی کارگر نہ ہو؟ محرومی سی محرومی ہے! قرآن جبرائیل امین نسخۂ شفا کی صورت لاتے رہے لیکن اس کے دل پر مہر، قفل، نفاق، جھوٹ، زنگ دل کے اندھے پن کا علاج نہ ہو سکے؟ دنیا کی یونیورسٹیوں کے سٹکر فخر سے لگانے والے کیا جانیں کہ مسلمان جبرئیلین ہونے کا شرف رکھتا ہے! (بمقابلہ اپچی سونین وغیرہ) صحابہؓ کی مجلس میں محمد ﷺ کے مبارک گھٹنوں سے گھٹنے جوڑے، حدیث جبرئیلؑ پڑھانے والے جبرئیل امین کی شاگردی کا شرف خوشبو بن کر روح میں اتر جائے! اسی ماحول اور معطر معاشرے میں گلِ نعش کی صورت منافق کل بھی اور آج بھی!

دس سالوں میں یہ پھول آسٹریلیا میں پل بڑھ کر جوان ہوا۔ گزشتہ پندرہ سالوں ہی میں تہذیبی سیاسی سطح پر بھی گلِ نعش کی جو نرسریاں گلوبل ویلج میں بوئی سینچی گئی ہیں وہ اب پل بڑھ کر بھرپور بدبو دینے کے لائق ہوگئی ہیں۔ لڑکیوں کے گینگ کا پنجاب میں انکشاف۔ نوخیز لڑکیاں جعلی اکاؤنٹ بنا کر نازیبا تصاویر اپ لوڈ کرتی رہیں! گلِ نعش مجسم! ویلنٹائن ڈے کی برکات! بہت سے نادیدہ ہاتھ مسلم لاشوں کے خون اور لوتھڑوں کی بدبو سے آلودہ ہیں۔ یہ پوری دنیا کی کہانی ہے۔ موریطانیہ میں سینکڑوں دینی مدارس مقفل کیے جا چکے ہیں۔ اس کی سرپرستی امریکی سفارتخانہ کر رہا ہے۔ غریب ملک میں تعلیم کا سب سے بڑا نظام معطل و مقفل کر دیا گیا۔ وہی کہانی ہر جا ہے۔ دینی طلبہ دربدر، اساتذہ جبری لاپتگی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بدکردار سیکولر صدر افریقہ میں منشیات کا سب سے بڑا اسمگلر امریکہ کی آنکھ کا تارا ہے! (کانے دجال کی آنکھوں کے سارے تارے اتنے ہی بے نور ہوں گے!)

اِدھر پاکستان میں جبری گمشدگیوں کا تذکرہ بھی اب گمشدگی، لاپتگی کا شکار ہے۔ کچھ عرصہ پہلے چیئرمین سینٹ رضا ربانی کی سربراہی میں سینٹ قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں یہ کہا گیا تھا کہ لاپتہ ہونے والے افراد کو کسی طور انصاف تک رسائی نہیں۔ سینیٹرز نے یہ تجویز دی تھی کہ سکیورٹی اداروں میں آئین، انسانی حقوق سے متعلق مضامین لازمی پڑھائے جائیں۔ جبری گمشدگیاں روکنے کے لیے سکیورٹی ایجنسیوں کے اختیارات کم کیے جائیں۔ پشاور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے کہا: بے شک حکومت حراستی مراکز بنائے مگر اسے گوانتا نامو بے میں تبدیل نہ کرے۔ جہاں پڑے زیر حراست افراد کا ٹرائل کیوں نہیں ہو رہا حالانکہ اس حوالے سے قانون موجود ہے۔ مزید برآں ڈان اخبار نے اپنے اداریے (14 فروری) میں تشویش کا اظہار کیا: انصاف کے اس طریق کار پر جس کے تحت کنویئر بیلٹ انداز میں فوجی عدالتیں سزائے موت صادر کیے جا رہی ہیں، تا حال عوام یا میڈیا کو جاری و ساری مقدموں بارے تفصیلات فراہم نہیں کی جا رہیں۔ صرف آرمی چیف کی توثیق پر جرم و سزا کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اہل خانہ کو بھی بالعموم کوئی ثبوت فراہم نہیں کیے جاتے، مقدمے کی کارروائی بھی فراہم نہیں کی جاتی۔ یہ بالخصوص ان افراد کے ضمن میں (حیران کن ہے) کہ جو سیاہ ترین دہشت گرد قرار دیئے جا چکے ہیں ملکی تاریخ کی بدترین کارروائیوں میں لیکن شہادت یوں عنقا ہو اور اسے سامنے لانے سے اتنا احتراز برتا جائے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ ایک منظم مہم پوری شدت سے جاری و ساری ہے۔ میڈیا پر اشتہارات، ذہن سازی کے لیے ویڈیوز، گانے، ترانے فلمیں ایک ہسٹریا اور نفرت یوں پیدا کر رہا ہے کہ اعصاب شل اور دماغ ماؤف ہو جائیں۔ ہر داڑھی، پردے، دینی شناخت والا اپنی کھال میں لرزاں و ترساں رہے۔ پٹھان اور مسلمان حلیوں پر مبنی آدھے صفحے کے اشتہار، جا بجا بینرز۔ بچے اپنے نانا، دادا کی داڑھیوں میں بم تلاش کریں۔ ہر دیندار سے بارود کی بو آئے! معزز ڈاکٹر، پروفیسر، انجینئرز صرف اپنی داڑھی شلوار قمیص کی بنا پر ناکوں پر ستائے جائیں۔ باوجودیکہ 118 قتل والے اجمل پہاڑی اور کراچی کے ٹارگٹ کلرز کا دینداری یا ایمانی حلیوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ ان کی ہولناک دہشت گردانہ کارروائیوں نے پینٹ ٹی شرٹ تو ممنوع اور قابل دست اندازیٔ پولیس قرار نہ دیا! سب کچھ

اور ہے جس کو تو خود سمجھتا ہے! تصویر چھاپی جاتی ہے۔ تعلیمی ادارے میں طالبہ دہشت گردی سے بچاؤ کی تربیت لے رہی ہے۔ طالبہ کسی ہوئی جینز، چھوٹی قمیص، رنگ برنگے کھلے بالوں کے ساتھ ہوا میں لٹکی فوجیوں سے تربیت پا رہی ہے! لگے ہاتھوں تصاویر یہ نوع ذہن سازی کر رہی ہیں۔ دوسری جانب دہشت گردوں کی مفصل تصاویر تمام تر پٹھان، مسلمان حلیوں کی ہیں۔ جتنے واقعات ہوئے اس کی ملک گیر سطح پر تمام دیندار حلقوں، جماعتوں نے بھرپور مذمت کی۔ عوام الناس کو نشانے بنانے کا حمایتی کہیں نہ ہونے کے باوجود تمام دینداروں کو توپ کے دہانے پر رکھ لینے کے پیچھے دال میں بہت کچھ کالا ہے! ہر جگہ دہشت گرد 4،8 سے زیادہ نہ تھے۔ (حالیہ واقعات جسے بنیاد بنا کر میڈیائی طوفان اٹھے) مٹھی بھر کی سزا 18 کروڑ عوام کے اعصاب شل اور نفسیات مریضانہ بنا کر کیوں دی جا رہی ہے؟

دہشت گردی کے نام پر ملک کو نظریۂ پاکستان، اسلام سے محروم کرنے، علماء، مساجد، مدارس، دینی جماعتوں کو بدنام کرنے کا کام لیا جا رہا ہے۔ یہ کام اتنی تندہی سے کیا جا رہا ہے کہ امریکہ حاتم طائی کی قبر پر خوش ہو کر لاتیں مار رہا ہے۔ صرف تعریفوں کے ڈونگرے نہیں برسا رہا۔ F-16 (ماضی میں جس پر نہایت خسیس رہا) بھی برس رہے ہیں! خود امریکہ نے کھل کر بھارت کی تشویش دور کر دی ہے کہ یہ بھارت کے خلاف استعمال نہیں ہوں گے۔ یہ مدد امریکہ کے مفاد میں دی جا رہی ہے۔ یعنی پاکستان خود اپنے علاقوں ہی پر بمباری میں انہیں استعمال کرے گا۔ (تا آنکہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں بھی کبھی بمباری نہیں کی، گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال نہیں کیے!) کیا ہم من حیث القوم میر جعفر میر صادق بن کر امریکی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ خود اس کی تصدیق کے مطابق۔۔۔؟ دنیا میں اس وقت ہر جگہ ریاستی دہشت گردی کا دور دورہ ہے امریکہ کی سرپرستی میں۔ عوام کا تحفظ دنیا بھر میں نہ جنیوا کنونشنز، نہ عالمی عدالت انصاف، نہ ملکی عدالتیں، نہ میڈیا۔ وہ سب جنہوں نے مر کر مٹی ہو جانا ہے! ان کی بات دوسری ہے تاہم جو جانتا ہے کہ ایک انٹرویو زمین سے نیچے اترتے ہی درپیش ہو گا اسے بہر حال اپنی فکر کرنی ہے۔ وہ حکمران ہے، وزیر، گورنر ہے۔ جج، صحافی، وکیل، قلم کار ہے یا استاد! رہے ہم تو......

جناب اکبر سے کوئی کہہ دے کہ لوگ بیٹھے ہیں ہر طرح کے
اس انجمن میں اور ایسی باتیں یہ آپ ٹھہر کیا کر رہے ہیں!

☆☆☆☆

سید عبدالقادر جیلانیؒ: شخصیت کا منفرد پہلو

عبدالغفار عزیز

سید عبدالقادر جیلانیؒ (1077-1166ء) اللہ کی برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں۔ خواہش تھی کہ اللہ کے اس برگزیدہ بندے سید عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں جامع معلومات حاصل ہوں۔ بدقسمتی سے ان کے بارے میں ملنے والی کتب اور ہمارے معاشرے میں ان کے کروائے جانے والے تعارف نے ان کی اصل شان دار شخصیت ہم سے چھین لی ہے۔ صرف وہی نہیں عالم اسلام اور بالخصوص برعظیم پاک وہند کی اکثر بزرگ ہستیوں کو بے بنیاد اختلافات وخرافات کی نذر کر دیا گیا ہے۔ بعض پیشہ ور، ان کا نام اپنی اور اپنی نسلوں کی تجوریاں بھرنے کے لیے استعمال کر رہے یں۔ ان کی حقیقی تعلیمات کو ہندوانہ رسوم ورواج سے مشابہ چند بدعات کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ اللہ بھلا کرے عراق کے ایک معروف سکالر ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی کا، انہوں نے اپنی کتاب: ﴿هٰكَذَا ظَهَرَ جِيْلُ صَلَاحِ الدِّيْن﴾ (سلطان صلاح الدین ایوبی کی نسل یوں تیار ہوئی) میں حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا اصل تعارف کروا دیا۔ کتاب کا عنوان دیکھیں تو دونوں شخصیات میں بظاہر کوئی ربط وتعلق دکھائی نہیں دیتا۔ صلاح الدین ایوبی (1138-1193ء) ایک سپہ سالار اور حکمران تھے، جب کہ سید عبدالقادر جیلانیؒ ایک عالم باعمل، عظیم مصلح، مربی اور فقیہ تھے۔ دونوں کا باہم کوئی براہ راست رابطہ معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن دونوں عظیم شخصیتوں نے بچپن ہی سے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی وہ سچی محبت دل میں بسائی کہ دونوں سراپا اخلاق وعمل بن گئے۔

عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں خود ان کی اپنی مایہ ناز تصنیفات اور ان کے بارے میں لکھی جانے والی بے شمار کتب اور مذکورہ بالا کتاب کے علاوہ اُردن کے ڈاکٹر سعود ابو محفوظ اور لیبیا کے ڈاکٹر علی صلابی کی کتب سے بھی بڑی رہنمائی ملتی ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ ان کے بارے میں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ وہ نہ صرف حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے، بلکہ ان کا شمار فقہ حنبلی کے نمایاں ترین علمائے کرام میں ہوتا تھا۔ اپنے اس عظیم علمی مقام کے ساتھ ساتھ انہوں نے معاشرے میں پھیلی معاشرتی بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے لیے حقیقی تصوف کو زندہ کیا۔ فقہ وتصوف کا یہی حسین امتزاج بالآخر انہیں دو جہاں میں بلند رتبہ عطا کرنے کا سبب بنا۔ ان کے اس اعلیٰ علمی و اصلاحی مقام کا تقریباً ہر منصف مؤرخ نے انتہائی شان دار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک اہم ترین تذکرہ امام ابن تیمیہؒ کے ہاں ملتا ہے، جنہوں نے اپنے فتاویٰ کی جلد آٹھ اور گیارہ میں انہیں شریعت کے احکام ونواہی کی اتباع کرنے میں اس دور میں سب سے آگے بڑھ جانے والا قرار دیا ہے۔

اگر سید عبدالقادر جیلانیؒ اور ان سے پہلے امام غزالیؒ (م: 1058) کے دور کے احوال پڑھیں تو لگتا ہے کہ جیسے ہم آج ہی کے دور میں جا پہنچے ہیں۔ معاشرے کا ہر طبقہ انحطاط وفساد کی دلدل میں دھنس چکا تھا۔ ایک طرف تاتاریوں اور صلیبیوں کی یلغار اور دوسری طرف طوائف الملوکی کی، قتل وغارت، اخلاقی تباہی، علم اور علماء کی زبوں حالی، ہر طرف اور ہر نوع کی شہوتوں کی غلامی، غرض ہر وہ لعنت وآزمائش جو آج مسلم اُمت کو درپیش ہے، اس دور میں عروج پر تھی۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ جو امام غزالیؒ کے علم وفکر اور تجربات واحوال کا قریب سے مشاہدہ کر رہے تھے، اس دوران تحصیل علم کے ساتھ ساتھ اصلاح احوال کے لیے بھی کوشاں رہے۔ انہوں نے حکمرانوں، علمائے کرام، طلبہ ونوجوانوں، تجار وعُمال، ہر طبقے کو مخاطب کرتے ہوئے ان پر ان کے اعمال کی حقیقت واضح کی۔ ان کی اصلاح کے لیے اپنا ایک مدرسہ ومرکز قائم کیا، جہاں تعلیم وتعلم کے علاوہ لوگوں کو مختلف اصلاحی تربیت گاہوں سے بھی گزارا جاتا۔

50 برس کی عمر میں ان کا چرچا نمایاں طور پر عام ہو چکا تھا۔ فقہ حنبلی کے چوٹی کے عالم دین اور سید عبدالقادر جیلانی کے استاذ ابو سعید المخرمیؒ کا انتقال ہونے پر سب نے ان سے بغداد کے ایک علاقے ''ازج'' میں واقع ان کے مدرسے کو اپنا مرکز بنانے کی درخواست کی۔ انہوں نے نہ صرف درخواست قبول کی بلکہ اس مدرسے کی توسیع

وتعمیر نو کا بیڑا اُٹھایا۔ 1133ء میں مدرسے کی تعمیر مکمل ہوئی تو پھر وفات تک، یعنی 33 برس یہی مدرسہ ان کی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا۔

آپ اس کے علاوہ بھی مختلف علاقوں میں جاتے، لیکن مرکز اصلاح وتربیت یہی مدرسہ ٹھہرا، جہاں 13 علوم میں اعلیٰ تعلیم دی جاتی لیکن علم الکلام اور فلسفے کی بے فائدہ بحثیں خارج از نصاب قرار دے دی گئی تھیں۔ ان کی جگہ انہوں نے سات اسلامی اقدار ہر طالب علم کے قلب ونگاہ میں راسخ کرنے کا اہتمام کیا۔ یہ سات بنیادی نکات تھے: (1) توحید (2) قضاوقدر کا صحیح مفہوم (3) حقیقت ایمان (4) امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اولی الامر کا حقیقی مفہوم (5) حقیقت دنیا وآخرت (6) مقام نبوت وانبیاء (7) حقیقت زہد۔

یہ ارکان تربیت کوئی مجرد ونصابی سرگرمی نہیں بلکہ تمام متعلقین کو ان کا عملی پابند بنایا جاتا۔ ساتھ ساتھ انہوں نے پورے عالم تصوف کو اس کی کمزوریوں اور خامیوں سے پاک کرنے کا بیڑا اُٹھایا۔ بالخصوص 1151ء سے 1155ء تک کے چار سالہ عرصے میں انہوں نے مختلف مسالک وطریقہ ہائے ارادت کو جمع کیا۔ قطب، ابدال، اوتاد اور اولیاء جیسی اصطلاحات اسی پورے کام کو منظم کرنے کا عنوان تھیں۔ اس مدرسہ قادریہ میں مختلف علاقوں سے آنے والے طلبہ فیض یاب ہوئے لیکن ان علاقوں سے کہ جن پر دشمن قابض ہو چکے تھے آنے والے طلبہ کو خصوصی طور پر تربیت دے کر اپنے علاقوں میں واپس بھیجا جاتا۔ ان طلبہ میں سے بھی بالخصوص بیت المقدس سے آنے والے طلبہ کو اہمیت دی جاتی۔ یہ طلبہ مقادسہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ان تمام سرگرمیوں میں بظاہر اس دور کے بڑے بیرونی خطرات سے کوئی تعارض دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن وہ اس امر پر یکسو تھے کہ افراد و معاشرے کی اصلاح کے بغیر کسی بڑے خطرے کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی شخصیت و مقام کا مطالعہ کرنے والے تمام مورخ یہ نتیجہ اخذ کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ اگر سلطان صلاح الدین ایوبی کی پشت پر اصلاح معاشرہ کی یہ پوری تحریک نہ ہوتی تو وہ کبھی بیت المقدس آزاد نہیں کروا سکتے تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری قوم اور مجاہدین کو جس عظیم الشان انداز سے تیار کیا، اس میں ان کی ایمانی واخلاقی تربیت بنیادی ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہاں ہمیں امام غزالیؒ، سید عبدالقادر جیلانیؒ، نور الدین محمود زنگیؒ اور صلاح الدین ایوبی جیسی چار عظیم شخصیات کی جدوجہد ایک سنگم پر یکجا ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ دونوں سپہ سالاروں نے ان دونوں جلیل القدر ہستیوں اور ان کے مخلص شاگردوں کے اثرات وخدمات سے بھرپور استفادہ کیا۔ فقہ حنبلی کی معروف کتاب المغنی کے مؤلف، موفق الدین ابن قدامہ ہوں یا اپنے زمانے کے معروف مدرس اور واعظ 'ابن نجا' دونوں حضرات سید عبدالقادر جیلانیؒ کے خصوصی شاگرد تھے اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے انہیں اپنا خصوصی مشیر بنایا۔ ان دونوں عظیم شخصیات کی طرح انہوں نے اپنے دور کے تمام دیگر علمائے ربانی کی خدمات حاصل کیں۔ قوم کو معصیتوں بھری زندگی سے نکال باہر لانے اور اس میں روح جہاد پھونکنے کا اصل فریضہ انہی مبارک ہستیوں کے ذریعے تکمیل تک پہنچا۔ سلطان صلاح الدین اس حقیقت کا برملا اظہار کیا کرتے تھے کہ ''میں نے بیت المقدس کو اپنی تلوار سے نہیں ان علمائے کرام کے علم وفضل اور رہنمائی کے ذریعے آزاد کروایا ہے۔''

دعوت وتحریک اصلاح کے اہم پہلو

ان مبارک نفوس کے علم وعمل، اصلاح وتربیت اور جہاد وقربانیوں کا احاطہ کرنے کے لیے یقیناً کئی ضخیم کتب درکار ہیں۔ وہ یقیناً خود بھی سرخرو ہو گئے اور اپنی قوم و معاشروں کے لیے بھی نجات دہندہ قرار پائے۔ لیکن جن خرافات وباطل نظریات کے خلاف انہوں نے اصل جہاد کیا تھا ہم نے خود ان کی دعوت وتحریک اصلاح کو بھی انہی مہلک موروثی امراض کا شکار کر دیا ہے۔ ان مبارک ہستیوں کی تحریک وخدمات کا جائزہ لیں تو ہمارے لیے یہ واضح رہنمائی سامنے آتی ہے۔

اصلاح ونجات کی اسلامی تحریکیں بعض اوقات کئی نسلوں تک جاری رہنے کے بعد فتح ونصرت کی منزل حاصل کرتی ہیں۔ پروردگار مختلف ادوار میں مختلف افراد سے مختلف کام لے رہا ہوتا ہے لیکن عملاً وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے اور قافلے کو فتح وکامیابی کی جانب آگے بڑھا رہے ہوتے ہیں۔

اصلاح اقوام کے لیے اصلاح افراد بے حد ضروری ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ فاسق افراد مل کر کوئی صالح قوم تشکیل دے دیں۔ ارشاد ربانی کے مطابق:

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ط﴾
(الرعد: 11)

''اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔''

اصلاح افراد و معاشرہ کے لیے وہی اصول اپنانا ہوں گے جو خود آپ ﷺ نے سکھائے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے اپنائے، امام غزالیؒ اور سید عبدالقادر جیلانیؒ نے سب سے زیادہ زور توحید خالص کو اپنانے اور شرک، جھوٹ، منافقت اور بدعنوانی وخیانت چھوڑنے پر دی۔ جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے بچپن ہی میں سید عبدالقادر جیلانیؒ کے سامنے ڈاکوؤں اور ان کے سردار کی توبہ کا واقعہ معروف ہے۔ روحانیت اور تمام تر شرک وشوائب سے پاک راہ تصوف، توحید و جہاد اور اقامت دین کی نفی نہیں، اس کی تکمیل کرتی ہے۔ آج کے دور میں بھی دیکھیں تو الاخوان المسلمون کے بانی امام حسن البنا نے اس کا خصوصی اہتمام کیا۔

ان ہستیوں نے فروعی اختلافات اور علم الکلام کی مختلف بحثوں یا لفظی موشگافیوں میں اُلجھ یا اُلجھا کر معاشرے میں تقسیم ونفرت کی آگ نہیں بھڑکائی۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ نے ایسے علمائے کرام کو کہ جو دین کو دکانوں کا درجہ دیے بیٹھے تھے اور سلاطین کو خوش کرنے کے لیے فتویٰ فروشی کے مرتکب ہوتے تھے، راہ شریعت کھوٹی کرنے والے ڈاکو قرار دے کر بے نقاب کیا۔

تبدیلی اس وقت آتی ہے جب محدود ومخصوص افراد کے بجائے معاشرے کے تمام افراد کو اپنا ہم نوا بنایا جائے۔ صلاح الدین ایوبی نے سید عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کے دیگر حنبلی علماء وفقہاء کے علاوہ شافعی علماء کی نمایاں تعداد بھی ساتھ ملائی۔ سب نے مل کر اصلاح و جہاد کا فریضہ سرانجام دیا۔ البتہ جہاں مختلف باطنی تحریکوں سے واسطہ پڑا، چاروں شخصیات امام غزالیؒ وسید عبدالقادر جیلانیؒ اور نور الدین زنگی وصلاح الدین ایوبی نے ان کی مکمل سرکوبی کی۔ پروردگار ہمیں بھی اپنے ان محبوب بندوں کے نقش قدم پر چلنے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے اور دو جہاں کی سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

دعائے صحت

☆ حلقہ کراچی شمالی بفرزون شادمان کے رفیق جناب محمد تنظیر اکبر کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

☆ گوجرانوالہ تنظیم کے رفیق مرزا سجاد یوسف کی والدہ کی گرنے کے باعث کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

مربّی کے اوصاف

مولانا سراج الدین ندوی

تعلیم وتربیت اور اصلاح وتعمیر کے سلسلہ میں (مربّی کا کردار بہت اہم ہے پس) معلّمین ومُربّین کا چند اہم اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے، ورنہ تعلیم و تربیت کے تمام ذرائع ووسائل حتیٰ کہ حکیمانہ طریقے بھی سودمند اور مؤثر نہیں ہوسکتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی چند اہم اوصاف کی جانب نشاندہی کی جارہی ہے۔

اخلاص

اخلاص ایک بنیادی وصف ہے جس کے بغیر کوئی بھی عمل نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔ کوئی کام کتنی ہی خوب صورتی سے کیا جائے اگر اس میں اخلاص کی روح کارفرما نہ ہو تو ملمع سازی کی چمک دمک بہت جلد اپنا اثر کھودیتی ہے۔ مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تربیت واصلاح کے سلسلہ میں صرف خدا کی رضا کو پیش نظر رکھے، نہ اپنی کسی منفعت کا حصول اس کے سامنے ہو، نہ کسی مادی غرض کی تکمیل، بلکہ ہر معاملہ میں وہ خدا کی خوشنودی کے حصول کے جذبہ سے سرشار ہو۔ وہ تربیت کے لیے کوئی بھی قدم اٹھائے اس میں خلوص وللّٰہیت کی جھلک نظر آنی چاہیے۔ وہ نصیحت و موعظت کرے یا زجروتوبیخ سے کام لے، اس کا لہجہ نرم ہو یا سخت، وہ پیار ومحبت سے سمجھائے یا سختی سے تنبیہ کرے، ہر عمل اور اقدام میں اخلاص کی کارفرمائی ضروری ہے۔ بغیر اخلاص وللّٰہیت کے جو کام بھی کیا جاتا ہے اگرچہ بظاہر وہ اچھا معلوم ہوتا ہے مگر نتائج کے اعتبار سے مؤثر نہیں ہوتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ اپنے بچوں یا اپنے زیراثر افراد کی تربیت کے سلسلہ میں بہت سی تدابیر اختیار کرتے ہیں، تمام نفسیاتی پہلوؤں کا خیال رکھتے ہیں، بہت سے حکیمانہ طریقے استعمال کرتے ہیں مگر ان کی کاوشوں کے نتائج ان کے اندازہ کے بالکل برعکس نکلتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات کے اثرات ونتائج پر اگر آپ گہرائی سے غور کریں تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ تربیت کرتے وقت مربین کے یہاں اخلاص کا فقدان رہا ہے۔ اسی حقیقت کی جانب نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا كَانَ لَهٗ خَالِصًا وَّابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ)) (نسائی)

''اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو اس کے لیے مخلصانہ طور پر کیا گیا ہو اور اس سے اس کی رضا مقصود ہو''!

تواضع

تربیت واصلاح کے فرائض انجام دیتے ہوئے یہ بات کسی وقت بھی ذہن میں نہ آنی چاہیے کہ میں مربی ہوں اور فلاں شخص کی میں تربیت کر رہا ہوں، اس سے کبروغرور پیدا ہوتا ہے اور مربی کا اپنے زیر تربیت افراد سے جو مخلصانہ تعلق ہونا چاہیے اس میں کمی آجاتی ہے۔ اخلاص میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان دوسروں کی تربیت کرتے ہوئے اپنی ذات سے غافل نہ رہے۔ اپنے کو دوسروں سے بالاتر نہ سمجھے۔ اپنے بارے میں کبھی اس واہمہ کا شکار نہ ہو کہ میری تربیت تو ہو چکی ہے اور اب میں دوسروں کی تربیت کرنے کے منصب پر فائز ہوں۔ یہ انداز فکر اصلاح و تربیت کے بجائے بگاڑ اور فساد کا سبب بن جاتا ہے۔

نصح وخیرخواہی

خدا کے لیے مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے زیر تربیت افراد کے لیے بھی انسان مخلص ہو، ان سے دلی محبت وہمدردی ہو، اسے ان کی نجات کی فکر ہر وقت دامن گیر ہو۔ یہ خیر خواہی اس درجہ اور اتنی واضح ہو کہ اس کے مخاطبین اس کی ہر بات اور نصیحت کو خواہ وہ کتنے ہی سخت لب ولہجہ میں کہی جائے، اپنے لیے باعثِ خیر سمجھیں اور انہیں یہ یقین کامل ہو کہ ان کو نصیحت وفہمائش کرنے والا شخص ان کا خیر خواہ ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحابؓ کے لیے اس قدر مخلص اور خیر خواہ تھے کہ ہر صحابی یہ سمجھتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں، نہ صرف اپنے اصحاب اور اہل ایمان کی اصلاح وتربیت کی فکر آپ ﷺ کو ہر وقت دامن گیر رہتی تھی بلکہ آپ ﷺ اپنے دشمنوں کی ہدایت کے لیے بھی بے چین رہتے تھے۔ قرآن پاک اس بات پر گواہی دیتا ہے:

﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ (الکہف:6)

''اے نبی، شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھودینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہ لائے''۔

نبی اکرم ﷺ لوگوں کی ہدایت اور اصلاح وتربیت کے لیے کس قدر بے چین رہتے تھے اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ روشن کی۔ جب آگ نے اپنے گردوپیش کو خوب روشن کر دیا تو پروانے اور یہ کیڑے جو آگ میں گرا کرتے ہیں۔ اس (آگ) میں گرنے لگے اور وہ شخص انہیں روک رہا ہے اور وہ ہیں کہ اس پر غالب آکر اس میں گھسے پڑتے ہیں۔ تو میری اور اپنی مثال ایسی ہی سمجھو کہ میں تمہیں آگ سے روکتا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گھسے پڑتے ہو''۔ (بخاری)

(حاصل یہ کہ) اصلاح وتربیت کے فرائض انجام دیتے ہوئے جہاں انسان خدا کے لیے مخلص ہو، وہیں پر وہ اپنے مخاطبین کے لیے سرتاسر نصح وخیر خواہی بن جائے۔ اس کا ہر قول اور ہر عمل دردوسوز میں ڈوبا ہوا ہو۔ ریاکاری، تصنع اور نفاق جیسے عیوب کا ذرا بھی شائبہ نہ ہو!

علم

اصلاح وتربیت کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم کی دولت سے مالامال ہوں۔ انہیں دین اسلام کے احکام اور اوامر ونواہی کا اتنا علم ضرور ہو کہ ہر مرحلہ پر صحیح رہنمائی کرسکیں۔ وہ قرآن وحدیث کا گہرا مطالعہ رکھتے ہوں تاکہ اسلام کی سچی نمائندگی کرسکیں۔ اسوۂ رسولؐ اور اُسوۂ صحابہؓ سے واقفیت ہو، تاکہ ان (مقدس ہستیوں) کی زندگی کی روشنی میں اپنے فرائض کی ادائیگی کرسکیں۔ وہ نئے ابھرتے حالات اور نئے تقاضوں سے بھی واقف ہوں تاکہ جدید رجحانات کے پسِ منظر میں اپنے مخاطبین کے جذبات ونفسیات کا خیال رکھتے ہوئے توازن واعتدال کے ساتھ ان کی تربیت کی ذمہ داریوں کو ادا کرسکیں۔

اگر انسان کو ضروری علم حاصل نہ ہو تو وہ اصلاح و تربیت جیسے نازک اور اہم فرض کی ادائیگی نہیں کرسکتا، وہ نفسیاتی پیچیدگیوں اور جذباتی نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتا جس کی وجہ سے مخاطبین کے بھٹکنے اور گمراہ ہو جانے کا پورا اندیشہ رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حصول علم پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ))
(ابن ماجه)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

چونکہ مسلم معاشرہ کا ہر فرد کسی نہ کسی کا نگراں اور مربی ہوتا ہے اس لیے ہر فرد کے لیے علم حاصل کرنا ضروری قرار دیا تاکہ مسلم معاشرہ کے تمام افراد ضروری علم دین حاصل کر کے اپنے فرائض کو ادا کر سکیں۔

نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری جن حضرات پر عائد ہوتی ہے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں۔ تربیت کے قواعد اور حکیمانہ اصول کا مطالعہ کریں۔ یہ جانکاری حاصل کریں کہ مربی کے لیے کن اوصاف کا اختیار کرنا ضروری ہے اور کن امور سے اجتناب لازمی ہے۔ اسی کے ساتھ حالات و جذبات اور مزاج و نفسیات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ اگر ممکن ہو تو تعلیم و تربیت کے موضوع پر جو علمی کام ہوا ہے اس کا بھی مطالعہ کریں تاکہ جدید نظریات و تجربات کا صالح مواد لے کر اس سے بھی فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

صبر و تحمل

مربی کا ایک بنیادی وصف صبر و تحمل بھی ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص بھی تربیت جیسے نازک فریضہ کی ادائیگی نہیں کر سکتا۔ اصلاح اور تربیت کا عظیم کام کرنے والوں کو اپنے اندر بے پناہ صبر و تحمل کی اسپرٹ پیدا کرنا چاہئے۔ میں نے جب غور کیا کہ جن انبیاء کا قرآن میں تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے بیشتر نے بکریاں چرائی ہیں۔ خود مربی اعظمؐ سے مشیت ایزدی نے بکری چرانے کا کام لیا ہے تو میری سمجھ میں یہ حکمت آئی...... کہ بکری ایک بہت کمزور جانور ہے اگر اس کے ایک ڈنڈا زور سے مار دیا جائے تو اس کا زندہ رہنا مشکل ہے، اس کے ساتھ ساتھ جب اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ ادھر اُدھر بہت زیادہ بھٹکتی ہے ان دونوں حقیقتوں کو سامنے رکھتے ہوئے بکریوں کے ریوڑ کے بارے میں سوچیے۔ جب بہت سی بکریاں ایک ساتھ ہوں تو ان میں سے کوئی ادھر بھاگ رہی ہوگی اور کوئی ادھر۔ جب ایک بکری ریوڑ سے الگ ہو کر ایک طرف کو بھاگتی ہے تو چرواہا غصہ میں لاٹھی لیے اس کے پیچھے بھاگتا ہے مگر جیسے ہی وہ لاٹھی رسید کرنا چاہتا ہے، یہ تصور اس کے ہاتھوں کو روک دیتا ہے کہ ایک ہی لاٹھی میں بکری کا کام تمام ہو جائے گا۔ وہ اس بکری کو آہستہ سے ریوڑ میں لاتا ہے کہ دوسری بکری ایک طرف کو کھسک لیتی ہے اور اس طرح چرواہے کو بار بار اپنے مشتعل جذبات کو قابو کرنا پڑتا ہے یہ وہ صورتحال ہے جو چرواہے کو صبر و تحمل کا عادی بناتی ہے۔ انبیاء کو تعلیم و تربیت، اصلاح و تزکیہ کے جس بلند منصب پر فائز کیا گیا تھا۔ غالباً اس منصب کی نزاکت کے پیش نظر انہیں صبر و تحمل اور نزاکتوں کے احساس کا عادی بنانے کے لیے ان سے بکریاں چروائی گئیں۔

صبر و تحمل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان بات بات پر غصہ نہ ہو بلکہ معمولی باتوں کو نظر انداز کر دے اسی طرح سے صبر و تحمل کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان اپنے جذبات کو مشتعل نہ ہونے دے۔

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ o﴾ (آل عمران 134)

''اور جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں''۔

اسی طرح آدمی جلد بازی نہ کرے بلکہ ہر کام کو سکون اور ٹھہراؤ کے ساتھ انجام دے۔ اسی طرح اگر اس کی کاوشوں کے نتائج فوراً ظاہر نہ ہوں تو قلق و اضطراب کا اظہار نہ کرے اور نہ ہی قنوط و مایوسی کا شکار ہو، بلکہ ڈھارس باندھے رہے اور مسلسل محنت کرتا رہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ جب دوسروں کی تربیت کرتے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتے تو بددل ہو کر ان کی تربیت کرنا چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ تربیت کے نتائج بہت دیر سے ظاہر ہوتے ہیں اس لیے اس سلسلہ میں جلد بازی کرنا اور فوری نتائج کی امید رکھنا صحیح نہیں ہے۔ بُری عادتیں آہستہ آہستہ چھوٹتی ہیں اور اچھی عادتیں تدریجاً پروان چڑھتی ہیں۔ اس لیے مایوسی کا شکار کبھی نہ ہوئیے بلکہ صبر و تحمل سے کام لیجیے۔

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o﴾ (الشوریٰ 43)

''جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کرے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے''۔

تربیت ایک صبر آزما کام ہے اس اہم فریضہ کو ادا کرتے ہوئے انسان کو بلند ہمتی سے کام لینا چاہیے۔ دوام و تسلسل کے ساتھ اپنی کوشش کو جاری رکھنا چاہیے، مشتعل ہو کر کوئی غلط قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ اپنے مزاج کے خلاف باتوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ مسلسل ناکامیوں کے باوجود بھی ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ تربیت کے سلسلہ میں بڑے سخت مراحل آتے ہیں ان سخت مراحل میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اصل بہادری ہے۔

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ)) (متفق علیه)

''کشتی میں پچھاڑنے والا طاقتور نہیں ہے اصل طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے''۔

ہر مربی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے زیر تربیت افراد کی خوبیاں اور خامیاں نہایت باریک بینی سے نوٹ کرے۔ خوبیوں پر ہمت افزائی کرتے ہوئے انہیں پروان چڑھائے اور کمیوں کو دور کرنے کے لیے حکمت و تدبر کے ساتھ کوشاں رہے۔ اگر کسی خامی یا کمی پر قابو پانے میں اسے دشواری محسوس ہو تو بددل یا مایوس نہ ہو بلکہ عزم و حوصلہ کے ساتھ اپنی کوشش جاری رکھے۔

تربیت ایک بڑی صبر آزما ذمہ داری ہے۔ اس لیے ہر مربی کو صبر و عزیمت کا پہاڑ بن کر تربیت کے فرائض انجام دینا چاہئیں۔ جلد بازی یا مایوسی غلط اثرات و نتائج کا موجب ہو سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کو سامنے رکھیے کہ آپ ﷺ نے کن شدید اور پر خطر حالات میں صحابہؓ کی تربیت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ ﷺ سخت سے سخت حالات میں بھی کسی مایوسی کا شکار ہوئے اور نہ ہی جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔

حسن گفتار

انسان کی زبان، لب و لہجہ، انداز تخاطب وطرز گفتگو کا اثر بہت زیادہ اس کے مخاطبین پر پڑتا ہے۔ اگر آواز شیریں، خوش گوار اور میٹھی ہو تو مخاطبین پر کوئی اکتاہٹ طاری نہیں ہوتی اور وہ دل کی گہرائی سے اس کا اثر قبول کرتے ہیں۔ لیکن آواز اگر کرخت، بھدی، چیخ والی ہو تو مخاطبین کے کانوں پر گراں گزرتا ہے، ان کے ذوق سماعت پر بار محسوس ہوتا ہے اور پھر مخاطبین ایسے شخص کی باتوں سے نہ صرف یہ کہ کوئی اثر نہیں لیتے بلکہ اس کی باتوں سے متنفر ہونے لگتے ہیں۔ مربی اعظمؐ کی آواز نہ بہت بلند ہوتی تھی نہ پست بلکہ درمیانی ہوتی تھی اور اس قدر شیریں کہ سننے والا بغیر اثر لیے نہ رہتا تھا۔ اُم معبدؓ نے کس قدر جامع الفاظ میں آپؐ کے طرز تکلم کو بیان کیا ہے:

''الفاظ نہ ضرورت سے زیادہ نہ ضرورت سے کم............ نہ کوتاہ سخن نہ طویل گو''(شمائل ترمذی)

فضول باتوں اور لایعنی گفتگو سے اجتناب کیجئے۔ بغیر ضرورت گفتگو کرنے سے انسانی شخصیت مجروح ہوتی ہے اور اس کی بہت سی کمزوریاں ظاہر ہوتی ہیں، بہت سے مسائل خواہ مخواہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ طویل گفتگو سے مخاطب اُکتا جاتا ہے اور اصل مدعا کو محفوظ رکھنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ضرورت سے کم گفتگو

کرنے پر مخاطب مدعا کو نہیں سمجھ پاتا نہ ہی وہ مطمئن ہو پاتا ہے۔ تعلیم و تربیت، دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں انسان کو گفتگو بہتر سے بہتر ڈھنگ سے کرنی چاہیے۔ ایک طرف طوالت سے اجتناب کرنا چاہیے، دوسری طرف گونگے بن کر نہیں رہنا چاہیے بلکہ حسبِ ضرورت گفتگو کرنا چاہیے۔ آیئے نبی کریم ﷺ کے حسنِ گفتار کا مطالعہ کر کے اس کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔

''آپ ﷺ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، ابتدا سے انتہا تک آپ منہ بھر کر بولتے (یہ نہیں کہ آدھی بات اندر ہی رہ جائے) آپ کی بات فیصلہ کن ہوا کرتی تھی۔ اہل مجلس کی گفتگو میں غیر متعلق موضوع نہ چھیڑتے بلکہ جو سلسلہ کلام چل رہا ہوتا اسی میں شریک ہو جاتے۔ اگر کسی موضوع سے صحابہ کرامؓ کو اُکتایا ہوا محسوس کرتے تو اس کو بدل دیتے، گفتگو کے دوران ہر فرد مجلس پر توجہ فرماتے تاکہ کوئی یہ محسوس نہ کر سکے کہ آپؐ نے اس پر کسی دوسرے کو فوقیت دی ہے۔ گفتگو کرنے والے کی جانب سے اس وقت تک منہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ پھیر لیتا۔ کسی کی بات کو کبھی نہ کاٹتے الاّ یہ کہ کوئی بات خلاف حق ہو۔ کھڑے کھڑے کسی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے۔ گفتگو کے دوران صحابہؓ کے ساتھ ہنستے بھی اور دلچسپی کا اظہار بھی فرماتے۔ آپ نہ کسی کی برائی میں زبان کھولتے، نہ عیب چینی کرتے اور نہ کسی کے راز کو جاننے کی کوشش کرتے۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے۔ زبان پر کوئی گندی بات نہ لاتے، نہ چیخ کر بولتے۔ لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے اور دوسروں کو بھی روکتے۔ کلام سے پہلے سلام کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ کی آواز میں حسبِ ضرورت اُتار چڑھاؤ ہوتا۔ گفتگو میں کسی طرح کا کوئی تصنع اور تکلف نہ ہوتا بلکہ سادگی اور بیساختگی ہوتی۔ گفتگو میں تبسم کی آمیزش رہتی تھی۔ گفتگو کے دوران کسی بات پر زور دینا ہوتا تو ٹیک سے اٹھ کر سیدھے ہو بیٹھتے۔ خاص باتوں کو بار بار دہراتے۔ حاضرین کو کسی بات سے ڈراتے تو زمین پر ہاتھ مارتے، اپنی بات کی وضاحت کے لیے ہاتھوں اور انگلیوں کے اشاروں سے مدد لیتے۔ تعجب کے موقعوں پر ہتھیلی کو الٹ دیتے، کبھی سر ہلاتے اور ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے، کبھی ران پر ہاتھ مارتے''۔ (شمائل ترمذی)

حضور اکرم ﷺ کے اس طرز تکلم کو سامنے رکھتے ہوئے ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ آپؐ کی پیروی میں حسنِ گفتار کی صفت سے متصف ہو سکے۔ ذرا غور کیجیے! نبوت کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے، مسائل کے حصار میں گھرے ہوئے، طرح طرح کی اذیتوں اور پریشانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی گفتگو میں کس قدر اعتدال، دلکشی پائی جاتی تھی کہ آپؐ کی باتیں جادو کی طرح اثر کرتی تھیں ورنہ پے در پے مشکلات و مصائب انسان کے لب و لہجہ میں کرختگی اور چڑچڑاپن پیدا کر دیتی ہیں۔ لیکن رسول خدا ﷺ ایک عالمی تحریک کے قائد، ایک سلطنت کے حکمران، ایک معاشرہ کے معمار، فوج کے سپہ سالار، اور ایک خاندان کے قوام تھے! کس قدر مسائل میں گھری ہوئی تھی آپ کی ذات گرامی، مگر گفتگو میں تبسم و مسکراہٹ کی حلاوت گھلی ہوئی ہوتی، اور ہر موضوع پر بلاتکلف گفتگو فرماتے۔ حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں:

''جب ہم دنیوی امور کے بارے میں گفتگو کرتے تو حضورؐ بھی اس میں حصہ لیتے، جب ہم آخرت پر گفتگو کرتے تو حضور بھی اس موضوع پر تکلم فرماتے اور جب ہم کھانے پینے کی کوئی بات چھیڑتے تو حضورؐ بھی اس میں شامل رہتے۔'' (شمائل ترمذی)

واقعہ یہ ہے کہ جب ایک تحریک کے لیے ماحول سے کشمکش جاری ہوتی ہے، سچے جذبات کی موجیں اٹھتی ہیں تو پھر ہر بات میں مقصد کی لگن معنویت پیدا کر دیتی ہے۔ جذبات کا خلوص ہر بول کو ادبی چاشنی عطا کر دیتا ہے اور کردار کی عظمت ہر لفظ کو اثر آفریں بنا دیتی ہے۔

ہمیں اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے حضور اکرم ﷺ کے طرز تکلم کی خصوصیات کو اپنانا ضروری ہے تاکہ پاکیزہ پیغام پاکیزہ زبان میں لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

حسنِ کردار

مربی کے لیے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ وہ دوسروں کی تربیت سے پہلے اپنی تربیت کرے، دوسروں کو اچھائی کا عادی بنانے سے پہلے خود اچھائیوں کا عادی بن جائے۔ دوسروں کو بُری عادتوں سے چھٹکارا دلانے سے پہلے خود بُری عادتوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ انسان کا اپنا کردار دوسروں کے لیے وجہ کشش ہوتا ہے اور ان پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے۔ کردار ایک خاموش مبلغ یا مربی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مربی اعظم ؐ نے اپنے اصحاب کی جو مثالی تربیت کی تھی اس میں سب سے اہم رول آپ ﷺ کے حسن کردار نے ادا کیا تھا۔

مربی کے قول و فعل میں اگر تضاد ہو تو اس کی تمام کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔ لیکن اگر مربی کے قول و فعل میں یکسانیت ہو، وہ کردار کی عظمت لیے ہوئے ہو تو اس کی معمولی کوشش بھی بڑے بڑے نتائج ظاہر کرتی ہے۔ غور کیجیے رسول خدا ﷺ ظلمت کدۂ عالم میں تن تنہا دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تربیت کے کام کا آغاز کرتے ہیں اور 23 سال کی قلیل مدت میں پورا عرب مفتوح ہو جاتا ہے اور عجم میں آپ کے چرچے ہونے لگتے ہیں۔ اس انقلاب کو یہ ہمہ گیری کس چیز نے عطا کی .... آپ ﷺ کے حسن کردار اور تقویٰ سے بھرپور زندگی نے، آپ ﷺ کا حسن کردار سب سے بڑا مبلغ اور داعی تھا۔ آپ ﷺ کی بلند کرداری سب سے بڑی مؤثر اپیل اور سب سے محکم دلیل تھی جس کا کوئی توڑ کسی کے پاس نہ تھا۔ لوگ آپ ﷺ کے حسنِ کردار سے متاثر ہوتے اور خود کو اسلامی انقلاب کے حوالہ کر دیتے۔ لوگ آپ ﷺ کا خاتمہ کرنے کے لیے آتے مگر آپ ﷺ کے کردار سے متاثر ہو کر آپ کے حلقہ میں شامل ہو جاتے، تعاقب کرنے والے آپ ﷺ سے امان نامہ لکھواتے، آپ ﷺ پر تلوار اٹھانے والے آپ ﷺ کا دفاع کرنے والوں میں شامل ہو جاتے۔ زانی و بدکار آپؐ کی بلند کرداری سے متاثر ہو کر عفت و حیا کا پیکر بن جاتے۔ فساد اور قتل و غارت گری کے عادی انسانیت کے محافظ بن جاتے۔ جب آپ ﷺ کے دشمن دیکھتے کہ گالی سن کر آپ دعائیں دے رہے ہیں، پتھر کھا کر آپ ﷺ پھول برسا رہے ہیں اور اذیتیں سہہ کر ان کے حق میں کلمات خیر کہہ رہے ہیں تو آپ ﷺ کے کردار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

اصلاح و تربیت کا کام کرنے والوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ تقویٰ اور خدا ترسی کی زندگی گزاریں۔ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور محرمات سے مکمل اجتناب کریں۔ خدا کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی ادا کریں۔ اسلامی آداب و عادات کو اختیار کریں، پوری زندگی ایک صالح بندہ کی حیثیت سے گزاریں، تو ان کی کوششیں یقیناً بارآور ہوں گی ورنہ حسرت و ناکامی کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کے طریق تربیت کی روشنی میں ہمیں اپنی اور اپنے متعلقین کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس سلسلہ میں ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائے، اور ہماری حقیر کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

غیر مسلم اقوام کی مشابہت اختیار نہ کی جائے

مولانا محمد عابد قریشی

حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ نے صراحۃً بتلادیا کہ

"مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ" (مشکوۃ المصابیح کتاب اللباس:ص375)

"جو شخص جس قوم کی مشابہت، اختیار کرے گا وہ ان ہی میں سے ہے (اور بروز قیامت اس کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا)۔"

آج ہر چیز میں ان کی مشابہت و تقلید کی جارہی ہے۔ نیا سال شروع ہونے سے پہلے ہی نئے سال کی آمد کی مبارکبادیں دی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان میں بھی یا تو نوجوان اپنے من پسند جوڑے لے کر فائیو اسٹار ہوٹلوں میں اپنے ایمان کو برباد کرتے ہیں اور جو وہاں نہیں جاسکتے تو سڑکوں، چوراہوں اور چوکوں پر آتش بازی، فائرنگ اور دیگر ایمان شکن اور حیاء سوز افعال کے ساتھ نئے سال کا استقبال کرتے ہیں جس میں درجنوں مرتے ہیں اور سینکڑوں زخمی ہوجاتے ہیں اور اب سال کے آخری دن یعنی 31 دسمبر کو ہوٹل بک ہوجاتے ہیں، بازار ساری ساری رات کھلے رہتے ہیں اور ان بازاروں میں نوجوان لڑکے لڑکیوں کے جوڑوں کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے۔ فارم ہاؤس اور پارک بھی اس رات ان جوڑوں سے اٹے پڑے ہوتے ہیں اور وہاں جو کچھ ہوتا ہے کسی ہوشمند کے لیے وہ پردہ اخفا میں نہیں۔

شراب کے آرڈر دے دیئے جاتے ہیں، رقص و موسیقی کا مکمل انتظام ہوتا ہے، اعلیٰ کھانے تیار کرنے کے آرڈر دیئے جاتے ہیں۔ اپنے ہم خیال لوگوں کو دعوتیں دی جاتیں ہیں، رقص و شراب کی محفل سجائی جاتی ہے۔ شراب کے جام گردش میں آجاتے ہیں، اجتماعی ڈانس پارٹیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، وی سی آر اور سی ڈیز کی دکانوں پر فلموں کے آرڈر بک ہوجاتے ہیں اور اب تو کیبل پر ہی ہر فحاشی دستیاب ہے اور یوں سال کی آخری رات بے حیائی اور فحاشی کے کھیل کھیلتے ہوئے اعمال نامے کو سیاہ کیا جاتا ہے۔

اخباری رپورٹ کے مطابق جن بڑے ہوٹلوں میں "نیو ایئر نائٹ" کی تقریبات کا اہتمام ہوتا ہے، وہاں جوڑے کی شرط لازمی ہے۔ لہٰذا اوباش لڑکے اور لڑکیاں ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح نئے سال کی ابتدا میں پہلا دن بھی ایسے پروگراموں کا شکار ہوجاتا ہے، جس قدر کوئی چاہتا ہے گندگی سے اپنے دامن کو خراب کرلیتا ہے۔ جس قدر کوئی چاہتا ہے کھل کر حیا کا پردہ چاک کرلیتا ہے۔ اس سارے عمل کو نام دیا جاتا ہے "ہیپی نیو ایئر" کا۔ اسلام میں نئے سال کی ابتدا پر یوں مادر پدر آزاد ہو جانے کی کوئی اجازت نہیں اور المیہ یہ ہے آج ہم پر مغربی ثقافت کا ایسا رنگ چھایا ہے کہ ہم بھول ہی گئے کہ اسلامی سال کی ابتدا محرم کے مہینے سے ہوتی ہے اور اختتام ذوالحج کے مہینے پر ہوتا ہے۔ گویا کہ اسلامی مہینوں کی تاریخیں محض رمضان المبارک اور عیدین سے ہی متعلق ہو کر رہ گئی ہیں۔

فروری کے آنے سے پہلے ہی ویلنٹائن ڈے کی تیاریاں عروج پر پہنچ جاتی ہیں۔ کارڈوں اور تحائف کا تبادلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اس کو "عید محبت" کہا جاتا ہے، اور اس رسم کی تکمیل کے لیے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، بلکہ مرد و عورت ایک دوسرے کو تحفے تحائف دے کر اپنی محبت اور دوستی کا اظہار و اقرار کرتے ہیں اور ناجائز حرام تعلقات کا آغاز یا تجدید کرتے ہیں۔ نوجوان جوڑوں کے ملبوسات پر، انگریزی کے کچھ فقرے اس طرح کے درج ہوتے ہیں کہ شریف اور مہذب انسان کی نوک زبان و قلم پر نہیں آسکتے۔

پاکستان میں بھی اس بیماری نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ 14 فروری کو سرخ کپڑے پہننا، ویلنٹائن کارڈ، دل، سرخ گلاب، اور چاکلیٹس کے تحائف بھیجنا عام بات ہوتی جارہی ہے۔ پاکستانی میڈیا، کیبل، ڈش، اور انٹرنیٹ اس کے فروغ میں ملوث ہیں، کالج اور یونیورسٹیاں حتیٰ کہ بعض اسکول بھی اس موقع پر مخلوط پارٹیوں کا انتظام کرواتے ہیں۔ عشق و محبت کی اس دوڑ میں اپنے مذہب، تہذیب اور اخلاقیات کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔

یکم اپریل کو مغرب کی بے سوچے سمجھے تقلید کے شوق میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا اور دھوکہ دے کر اسے پریشان کرنا اور بیوقوف بنانا نہ صرف جائز بلکہ بہت بڑا کمال اور لائق تحسین سمجھا جاتا ہے۔ یہ بیہودہ رسم "اپریل فول" کے نام سے مشہور ہے۔

اس رسم کا تعلق کسی نہ کسی توہم پرستی، گستاخانہ نظریئے یا واقعہ سے جڑا ہوا ہے، غیروں کی نقالی کے علاوہ یہ رسم مندرجہ ذیل گناہوں کا مجموعہ ہے:

1 جھوٹ بولنا

2 دھوکہ دینا

3 دوسرے کو اذیت پہنچانا، بسا اوقات اس سے دوسرا شخص جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

4 ایسے واقعے کی یاد منانا جس کی اصل تو ہم پرستی، تقدیر سے کفر یہ مذاق، مسلمانوں کی تذلیل یا ایک جلیل القدر پیغمبر ﷺ کے ساتھ گستاخانہ مذاق ہے۔

5 ایک کبیرہ گناہ کو حلال اور لائق تحسین سمجھا جاتا ہے، جس سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہوجاتا ہے۔

بسنت آتے ہی بسنت فیسٹول کا شیڈول مرتب کیا جاتا ہے، پتنگیں اڑائی جاتی ہیں۔ بسنت ہندو دھرم کا مخصوص و مذہبی تہوار ہے جو ہزاروں سال سے ان کی عید کے طور پر معروف چلا آرہا ہے۔ اس دن ان کے ہاں طرح طرح کے کھانے پکا کر برہمنوں کو کھلائے جاتے تھے۔ بسنت ہندوؤں کا ایک مذہبی تہوار ہے۔ مسلمانوں کے لیے اس تہوار کو منانا، اس میں بسنتی کپڑے پہننا، بسنتی پکوان بنانا اور پتنگ اڑانا وغیرہ سب خلاف شریعت اور ناجائز ہے۔ مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ بسنت کا نام نہاد تہوار بہت سے مفاسد، گناہوں، جانی و مالی نقصانات اور ناگفتنی باتوں پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک گستاخ رسول کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ سردار دو جہاں رحمۃ للعالمین ﷺ اور جگر گوشہ رسول حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والے ناپاک کھتری لڑکے (حقیقت رائے) کی یاد میں ماحول پر زردی

پھیلا کر خود کو شفاعت نبوی سے محروم کر رہے ہیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

قارئین کرام! یہ جملہ ایام اور تہوار باطل کا شعار ہیں۔ اہل باطل کا شعار اختیار کرنا یا ان کی مشابہت میں اپنے ہاں اس قسم کی چیزوں کو رواج دینا از روئے شریعت ناجائز ہے۔ ایک مسلمان کا اسلامی تشخص اس سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اغیار کے ان تہواروں سے دور رہے اور انہیں اپنی زندگی میں بالکل جگہ نہ دے۔ آج ہمارے معاشرے میں ایک عجیب وبا پھوٹ پڑی ہے کہ باطل کے تہواروں کو رنگین لبادوں اور عیاشیوں کے پردوں میں لپٹا دیکھ کر اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا پھر اپنے تہواروں میں ان کے بے ہودہ افعال کو رواج دینے کے چکروں میں رہتے ہیں۔ بیدار رہیے! باطل انہی راستوں سے ہماری تہذیب وثقافت پر حملہ آور ہو چکا ہے۔ اپنی تہذیب سے پیوستہ رہیں کیونکہ جو اپنی تہذیب سے کٹ جائیں پھر ان کی تباہی کو کسی طور نہیں ٹالا جا سکتا۔

ہیپی نیو ایئر، ویلنٹائن ڈے، اپریل فول اور بسنت یہ تو چند تہواروں کا تذکرہ تھا، اس کے علاوہ بھی ہماری تہذیب وتمدن اور ہماری ثقافت کو یہود وہنود نے اپنے نشانے پر لیا ہوا ہے۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان نوجوانوں کے دلوں سے اسلامی تہذیب وثقافت کا عنصر مکمل طور پر نکال دیا جائے اور انہیں اپنے ماضی سے کاٹ دیا جائے۔ جب اسلامی تہذیب کے عناصر زندگی سے ختم ہو جائیں تو پھر یورپی اور مغربی تہذیب کو قبول کرنا انتہائی آسان ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے اس کے رنگ میں رنگنا کوئی مشکل نہیں۔

☆☆☆

تنظیمی اطلاع

حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم ''دیر'' میں سعید اللہ کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ مالاکنڈ کی جانب سے مقامی تنظیم دیر میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 11 فروری 2016ء میں مشورہ کے بعد سعید اللہ کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحکم قرآنی کا ترجمان
سہ ماہی حکمت قرآن لاہور
تازہ شمارہ
جنوری تا مارچ 2016ء
بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

مشمولات

- مرکزی انجمن کے سالانہ اجلاس سے خطاب — ڈاکٹر ابصار احمد
- مِلاكُ التأويل (۴) — ابو جعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
- پرخلوص عمل کی عظمت اور تاثیر — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
- اللہ تبارک وتعالیٰ کا قانونِ امہال — پروفیسر توقیر عالم فلاحی
- حکمت: یونانی وایمانی — محمد رشید ارشد
- وجودِ باری تعالیٰ: نظریہ ہائے علم الکلام کی روشنی میں (۲) — ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
- آیا یہ قول حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے یا عزیزِ مصر کی بیوی کا؟ — ادارہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون: 200 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

غلبۂ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان
ماہنامہ میثاق لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ
شمارہ مارچ 2016ء
جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ

مشمولات

- ☆ پس چہ باید کرد......؟ — ایوب بیگ مرزا
- ☆ خطا' نسیان اور جبر واکراہ کی معافی (اور دنیا کی بے ثباتی (مطالعۂ حدیث) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
- ☆ قرآن کریم کی اصولی باتیں (۷) — ڈاکٹر عمر بن عبد اللہ المقبل
- ☆ عورت کا مقام ومرتبہ — محمد رشید عمر
- ☆ ہماری بچیاں کیسی تعلیم حاصل کریں؟ — بیگم ڈاکٹر عبد الخالق
- ☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت — میجر (ر) حید حسن
- ☆ وضو کے فضائل اور آداب — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
- ☆ سقوطِ خلافت سے دورِ حاضر تک (۵) — شجاع الدین شیخ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرونِ ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

کیا تیسری جنگ عظیم شروع ہو چکی ہے؟

سید عبدالوہاب شیرازی

سعودی فوج کے میجر جنرل فہد بن عبداللہ المطیر نے ''شمال کی گرج'' کے عنوان سے جاری فوجی مشقوں کا معائنہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان مشقوں کا مقصد دہشت گردی کے خلاف جنگ کی تیاری کرنا ہے۔ سعودی پریس ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق جنرل عبداللہ المطیر نے جمعہ کے روز 'شمال کی گرج' مشقوں کا دورہ کیا اور مشرق وسطیٰ کی تاریخ کی سب سے بڑی مشقوں کے مختلف مراحل کا جائزہ لیا۔ انہوں نے مشقوں میں حصہ لینے والے فوجی افسروں اور جوانوں سے بھی ملاقات کی۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے جنرل المطیر کا کہنا تھا کہ شمال کی گرج مشقوں میں حصہ لینے والے جوانوں کو شیڈول کے مطابق اہم ذمہ داریاں سونپی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مشقیں ہدف کے تعین، عسکری تعاون بڑھانے اور ایک دوسرے کے عسکری اور جنگی تجربات سے استفادہ کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم 'شمال کی گرج' مشقوں کے ذریعے مشقوں میں شامل ممالک کی افواج کی جنگی مہارتوں کو بہتر بنانے میں معاونت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کی حربی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان مشقوں کے بہترین اور مثبت نتائج جلد ہی سامنے آ جائیں گے۔ انہوں نے جنگی مشقوں میں حصہ لینے والے ممالک کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ مشقیں اسلامی دنیا کی جانب سے سعودی عرب کے قائدانہ کردار کا اعتراف ہے۔ ان مشقوں کا مقصد دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ جیتنا اور خطے سمیت پوری دنیا میں امن واستحکام کا پیغام پہنچانا ہے۔ سعودی عرب کی قیادت میں جاری فوجی مشقوں 'شمال کی گرج' میں متحدہ عرب امارات، اردن، بحرین، سینیگال، سوڈان، کویت، مالدیپ، مراکش، پاکستان، چاڈ، تیونس، جزائر القمر، جیبوتی، سلطنت آف اومان، قطر، ملائیشیا، مصر، موریطانیہ، ماریشس اور دیگر ممالک کی فوجیں حصہ لے رہی ہیں۔ یہ فوجی مشقیں مشرق وسطیٰ کی تاریخ کی سب سے بڑی مشقیں ہیں۔

''شمال کی گرج'' کے نام سے ہونے والی یہ مشقیں شریک ممالک کی تعداد اور مختلف اقسام کے فوجی ساز وسامان کے علاوہ جدید ترین ہتھیاروں اور اسلحے کے لحاظ سے اپنی نوعیت کی سب سے بڑی مشق ہے۔ مشقوں میں 20 ممالک کے جدید ترین جنگی طیاروں، توپوں، ٹینکوں، فوجی دستوں، طیارہ شکن نظام، بحری افواج کی وسیع پیمانے پر شرکت صلاحیتوں کے اس حجم اور اعلیٰ درجے کی عکاس ہے جو یہ ممالک رکھتے ہیں۔ یہ مشقیں اس بات کا بھی واضح پیغام ہیں کہ سعودی عرب اور اس کے شریک دوست اور برادر ممالک تمام تر چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور خطے کا امن واستحکام برقرار رکھنے کے لیے ایک ہی صف میں کھڑے ہیں۔ ساتھ ہی یہ ان متعدد مقاصد کو بھی باور کرا رہی ہیں جو خطے اور پوری دنیا کے امن کے لیے مکمل تیاری کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

گزشتہ چھ سات ماہ پہلے سے ہی حالات کے تیور دیکھ کر کئی ماہرین اور تجزیہ کاروں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ 2016 کے شروع تک تیسری عالمی جنگ چھڑ سکتی ہے، بلکہ کئی ماہرین نے تو یہاں تک بھی حساب کتاب لگا لیا ہے کہ اس جنگ میں سب سے زیادہ کون کون سے ملک متاثر ہوں گے اور کون کون سے ملک کم متاثر ہوں گے۔ اب چونکہ واقعتاً حالات تیسری جنگ عظیم کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ جہاں تک اس جنگ کی تباہ کاریوں کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ ابھی سے ہی شام کے حالات، وہاں کے مختلف شہروں ''حمص' وغیرہ کے کھنڈرات، کروڑوں لوگوں کی ہجرت، لاکھوں کی شہادت اور بے یار ومددگار بھوکے پیاسے پڑے ہوئے لوگوں سے کیا جا سکتا ہے۔ شام ہی وہ ملک ہے جو حقیقی قیامت کا میدان بنے گا، لیکن اس حقیقی قیامت کے آنے سے پہلے بھی وہاں قیامت کا منظر ہے۔ عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک طرف ایران، روس اور بشار الاسد کی فوجیں ہیں تو دوسری طرف امریکا کی سربراہی میں نیٹو اتحاد۔ بظاہر دونوں کے مفادات الگ الگ ہیں لیکن دونوں فریق شام کے مظلوم مسلمانوں کو ہی بمباری کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ جبکہ تیسری طرف 34 اسلامی ممالک کا اتحاد سعودی سربراہی میں قائم ہوا ہے۔ اسی طرح ترکی نے بھی شام میں گھس کر کارروائیاں شروع کر دی ہیں، اسی وجہ سے تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ ترکی کا اس طرح کارروائیاں کرنا دنیا کو تیسری جنگ عظیم میں دھکیلنا ہے۔

ایک طویل عرصے کے بعد مسلمان ممالک نے ہمت کر کے کھلے عام نہ صرف اتنا بڑا اتحاد قائم کیا ہے بلکہ سب سے بڑی جنگی مشقیں شروع کر کے دنیا کو واضح پیغام بھی دے دیا ہے کہ اب ریاستی یا غیر ریاستی کسی بھی قسم کی دہشت گردی برداشت نہیں کی جائے گی۔ جنگی مشقیں شروع ہوتے ہی ان کا سب سے پہلا اثر روس پر پڑا ہے چنانچہ روس نے بشار الاسد کو وارننگ دی ہے کہ شام کے مسئلے کو جلد از جلد حل کیا جائے ورنہ روس کسی بھی وقت اس اتحاد سے الگ ہو سکتا ہے۔ ان تمام حالات سے یہی اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ جنگ مزید تیز ہوگی، اور حالات بالکل اسی طرف جا رہے ہیں جن کی طرف احادیث میں واضح طور پر اشارے موجود ہیں۔ ایسے حالات میں ہمیں بھی ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے، اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے امت مسلمہ کے لیے خیر وعافیت کی دعا بھی کرنا چاہیے۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆لاہور میں رہائش پذیر راجپوت مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، قد 5.5، تعلیم (پی، ایچ، ڈی، اسلامیات جاری)، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردے کی پابند کے لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ، صحیح العقیدہ دینی گھرانے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف لاہور کے رہائشی رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0332-4389343

0321-6619005

☆دو بہنیں، عمر 24 سال اور 28 سال، تعلیم بالترتیب ڈاکٹر آف فارمیسی اور ماسٹر ڈگری ہولڈر، پابند صوم وصلوٰۃ کے لیے ہم پلہ رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0300-2127097

021-34505052

مخلوط تعلیم: معاشرے کا ناسور

ام مریم

بے حیائی کے اعمال کے ارتکاب کا ایک ذریعہ مخلوط تعلیم ہے جس کا سبق ہم نے مغرب سے حاصل کیا ہے اور آج کل تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیمی نظام کا رواج عروج پکڑتا نظر آرہا ہے جونئی درس گاہ معرض وجود میں آتی ہے، اسی نظام کے تحت تعلیم دینا پسند کرتی ہے۔ کچھ لوگ اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں اور اس کی حمایت میں دلیلیں دیتے نہیں تھکتے۔ اُن کے خیال میں مخلوط تعلیمی نظام کی وجہ سے لڑکے اور لڑکیاں تعلیم میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور دلجمعی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اسکولوں میں گھر جیسا ماحول بن جاتا ہے۔ لڑکیوں میں احساس محرومی ختم ہوتا ہے۔ لڑکے ایسے ماحول میں خوش رہتے ہیں جہاں لڑکیاں بھی موجود ہوں وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام! زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب اس طرح کے مخلوط تعلیمی نظام کا کوئی تصور بھی نہ تھا، دُنیا بھر میں علم میں مسلمانوں کا کوئی ہم پلہ بھی نہ تھا۔ دُنیائے اسلام کی عظیم درس گاہیں جو کہ مصر، ترکی، شام اور عراق میں موجود تھیں، دُنیا بھر کے غیر مسلم بھی حصول علم کے لیے یہیں سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کہ جہاں تعلیم حاصل کرنا ایک اعزاز مانا جاتا ہے کہ بانی اور سرپرست مسٹر راجر بیکن نے بھی انہی مسلم یونیورسٹیوں سے عربی میں تعلیم حاصل کی۔ یہاں تک کہ مسلمان علماء کے جُبہ سے متاثر ہو کر جب انگلینڈ پہنچا تو گاؤن پہننا شروع کر دیا، جس کی وجہ سے متعصب عیسائیوں میں مشہور ہو گیا کہ راجر بیکن نے مذہب تبدیل کر لیا اور اُسے راجر بیکن کے بجائے طنزیہ محمد بیکن کہنے لگے۔ ایک وہ دور تھا کہ مسلمان نت نئے تجربات اور ریاضت کی وجہ سے علمی میدان کے ایسے شہسوار تھے جن کا دور دور تک کوئی مدمقابل نہ تھا اور آج یہ حال ہے کہ فرنگی تخیلات کے گھوڑوں پر سوار ہمارے ارباب اختیار کو اپنا تعلیمی نظام فرسودہ نظر آتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حکمت مؤمن کی گمشدہ میراث ہے جہاں سے ملے حاصل کر لے۔ تو کیا ہم مسلمان اب ایسے گئے گزرے ہو گئے کہ اپنا تعلیمی نظام بھی نہیں بنا سکتے۔ ہمیں تعلیم کا نظام بھی اغیار سے مستعار لینا پڑے گا۔ ابھی تک ہمارے ملک میں لارڈ میکالے کا نظام ہی چل رہا ہے۔

ایک بات تو صاف ظاہر ہے کہ مخلوط تعلیم کی وجہ سے لڑکے لڑکیاں تعلیم میں دلچسپی لیں یا نہ لیں، جوں جوں سن بلوغت کے قریب پہنچتے ہیں ایک دوسرے میں دلچسپی لینا ضرور شروع کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے جوانی آنے سے قبل ہی جوان ضرور ہو جاتے ہیں اور پھر بات اسکول تک محدود نہیں رہتی بلکہ قربت و دوستی میں بدل جاتی ہے۔ درس گاہیں، معاشقی کا اڈہ بن جاتی ہیں۔ عشق مجازی میں بندے کا جو حال ہوتا ہے اُس کا ادراک وہی کر سکتا ہے جسے اس کا تجربہ ہوا ہو یا جس نے اس کی تباہ کاریاں دیکھی ہوں۔ عاشق صاحب کو یا لیلیٰ جی کو تعلیم تو کجا کھانا بھی اچھا نہیں لگتا یہاں تک کہ جن ماں باپ کی شفقت کے ہر گھڑی گیت گائے جاتے تھے، اگر وہ اس امر سے روکیں یا ٹوکیں تو وہی والدین زہر لگنے لگتے ہیں۔ ماں باپ اگر سختی کریں تو یہ ماں باپ کی عزت کو روند کر گھر سے بھاگ جانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور پھر جو رُسوائی مقدر ہوتی ہے تو ماں باپ اللہ کریم سے شکوہ کرتے نظر آتے ہیں کہ الٰہی! ہمیں ایسی اولاد کیوں دی؟

یہ کون سا قانون ہے کہ غلطی کریں ہم اور شکایت کریں اللہ کریم سے۔ یہ تو ہماری غلطی تھی جب آگ اور پٹرول کو ساتھ رکھیں گے تو آتشزدگی کا خطرہ تو رہے گا نا؟ مخلوط ایجوکیشن ہمارے معاشرے کا ایسا ناسور ہے جس کی بدبو سے تمام معاشرہ میں تعفن پھیلتا جا رہا ہے۔ ویسے بھی آج سائنسدانوں کی تحقیق بتا رہی ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کی ذہنی سطح میں بڑا تضاد ہے۔ لڑکیوں کی ذہنی سطح تعلیم حاصل کرنے کے لیے پھولوں کی طرح نرم ماحول کی متقاضی ہے جبکہ لڑکوں کے ذہنی ٹشوز سے پتا چلتا ہے کہ انہیں دباؤ اور سختی کا ماحول درکار ہوتا ہے۔

امام محمد بن غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ کریم نے عورت اور مرد میں ایسی حس پوشیدہ رکھی ہے کہ اگر ایک جنس دوسری جنس کو چھپ کر بھی دیکھے تو دوسری جنس کو جسم میں چبھن سی محسوس ہوتی ہے اور اُسے اس بات کا ادراک ہو جاتا ہے کہ کوئی مجھ کو دیکھ رہا ہے۔

اور ہم لوگوں کو یہ خوش فہمی ہے کہ

”یہ دونوں باہم بھی رہیں گے اور ایک دوسرے میں دلچسپی بھی نہیں لیں گے۔“

ہر وہ کام جو اللہ اور اُس کے محبوب ﷺ کو ناپسند ہو کسی غیرت مند مسلمان کو پسند نہیں ہو سکتا اپنی بچیوں کو لڑکوں کے ساتھ پڑھانا روشن خیالی نہیں بے غیرتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد حیدر آباد“ میں

مبتدی تربیتی کورس

13 تا 19 مارچ 2016ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

18 تا 20 مارچ 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-2717617 / 022-2106187

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36316638-36366638(042)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت آگاہی منکرات مہم بحوالہ ویلنٹائن ڈے

''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔'' (ال عمران: 104)
الحمدللہ اس فرمان الٰہی کی تعمیل اور فرض کی ادائیگی کے تحت تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام آگاہی منکرات مہم بحوالہ ویلنٹائن ڈے کا آغاز 8 فروری کو کیا گیا جو کہ 14 فروری تک جاری رہا۔ ویلنٹائن ڈے کے خلاف آگاہی کے لیے 56,000 بروشرز، 9 بل بورڈز، 42 پینا فلیکس برائے پیڈسٹرین برج، 500 رکشہ فلیکس، 300 بلے کارڈز، 6 لاکھ sms کے ساتھ ساتھ مرکز کی اجازت کے بعد امیر حلقہ کی جانب سے اس منکر کی آگاہی اور روک تھام کے لئے ایک خط میڈیا چینلز اور معروف ہوٹلوں کے مالکان کو بذریعہ ای میل ارسال کیا گیا۔ جبکہ چار عدد مارکیٹنگ وین بھی کرائے پر حاصل کر کے ان پر ویلنٹائن ڈے کے خلاف پینا فلیکس آویزاں کیے گئے ۔ ان مارکیٹنگ وین کا گشت ایک ہفتہ تک ڈیفنس، کلفٹن اور سوسائٹی کے شاپنگ مالز اور کالجز سمیت مختلف علاقوں میں جاری رہا۔ مزید برآں سینئر مدرسین کے ویڈیو کلپ اردو اور انگریزی زبان میں تیار کر کے قرآن اکیڈمی کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کرنے کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے ذریعے Share کیے گئے۔ مقامی تناظیم نے اپنے اپنے علاقوں میں حیا کو اجاگر کرنے کے لیے متعدد حلقہ قرآنی کے ساتھ ساتھ ویلنٹائن ڈے کے خلاف ریلیز کا انعقاد کیا۔ جس میں رفقاء کی تسلی بخش تعداد شریک رہی۔ جبکہ عوام الناس کی ایک بڑی تعداد کی طرف سے مجموعی طور پر رفقاء کی کوششوں کو نہایت سراہا گیا۔ 13 فروری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء حلقہ کراچی جنوبی کے تمام رفقاء کی ایک ریلی طارق روڈ پر نکالی گئی۔ چھ تناظیم لبرٹی چوک پر اور پانچ تناظیم بہادر آباد چورنگی پر جمع ہوئیں۔ اس ریلی میں تمام مقامی تناظیم ہدایات کے مطابق پلے کارڈز اور بروشرز ہمراہ لائیں۔ نماز عشاء کے بعد رفقاء تقریباً ایک گھنٹہ تک اپنے طے شدہ مقامات کے اطراف پلے کارڈز اور بینرز لے کر کھڑے رہے، جبکہ کچھ رفقاء راہ چلتے لوگوں اور گزرنے والی گاڑیوں میں پمفلٹس تقسیم کرتے رہے۔ اسی دوران ایک نجی چینل نے اس ریلی کی کوریج بھی کی اور امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر و عامر خان کا ویڈیو بیان ریکارڈ کیا۔ بعدازاں لیبرٹی چوک اور بہادر آباد چورنگی سے رفقاء درمیان میں موجود طارق روڈ چورنگی کی طرف ریلی کی صورت میں روانہ ہوئے۔ کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد 10:30 بجے دعا پر اس ریلی کا اختتام ہوا۔

اللہ سے دعا ہے کہ اس سلسلے میں ہماری کمی کوتاہیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ہماری کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین! (رپورٹ: راؤ محمد سہیل)

حلقہ پنجاب شرقی عارفوالا کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع

14 فروری 2016ء کو پروگرام کا آغاز صبح 10 بجے بمقام جامع مسجد جامع القرآن بہاولنگر میں ہوا۔ امیر حلقہ نے ناظم تربیت اجتماع کے فرائض ادا کیے۔ مولانا سید عبدالوہاب شاہ شیرازی ناظم دعوت مقامی تنظیم مروٹ نے حقیقت ایمان اور اس کے ثمرات کے موضوع پر انتہائی جامع اور مدلل درس قرآن دیا۔ اس کے بعد مولانا محمد اکرم مجاہد نے توکل علی اللہ کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ وقفہ کے بعد بانی تنظیم اسلامی کا ویڈیو خطاب ''نجویٰ'' کی حقیقت بذریعہ ملٹی میڈیا دکھایا گیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ محمد ناصر بھٹی نے ''اسرہ کیسے کیا جائے؟'' کی مشق کروائی۔ نماز ظہر کے بعد امیر حلقہ محترم محمد ناصر بھٹی نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور رفقاء کو پیغام دیا کہ وہ رضائے الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے اپنے اوقات کی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنے اموال کو بھی غلبہ دین کی سربلندی کے لئے خرچ کرتے رہیں۔ آخر میں منیر احمد ناظم دعوت و تربیت حلقہ پنجاب شرقی نے رفقاء کو نصیحت کی کہ وہ اپنے معاملات کو درست کریں اور خود اللہ کا بندہ بن جائیں اور اپنی دعوت اپنے عمل سے بھی ثابت کریں۔ منیر احمد کی دعا کے ساتھ سہ پہر تین بجے یہ تربیتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 155 کے قریب رفقاء اور 147 احباب نے شرکت کی۔ اللہ رب العزت سب کے جذبہ ایثار و قربانی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: عابد حسین)

چنیوٹ میں ایک روزہ دعوتی پروگرام

17 جنوری 2016ء بروز اتوار صبح 9:00 بجے امیر حلقہ فیصل آباد ملک احسان الٰہی 9 رفقاء کے ساتھ شدید سردی اور دھند میں چنیوٹ کے ایک روزہ پروگرام کے لیے روانہ ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت کے بعد یہ قافلہ اپنی منزل مسجد چراغ محلہ کمانگراں پہنچا جہاں امیر حلقہ نے رفقاء سے مختصر مشورہ کے بعد شہر میں دعوتی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ پہلے مرحلے میں رفقاء نے اہم تجارتی مراکز میں شاپ ٹو شاپ ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ اس کے بعد مقامی رفقاء کے تعاون سے انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ سات مساجد میں امیر حلقہ سمیت سینئر رفقاء نے ''فرائض دینی'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ نماز عصر کے بعد غلہ منڈی کی مسجد میں امیر حلقہ نے بیان کیا۔ بیان کے بعد متعدد شرکاء نے سوالات کئے اور تنظیم کی فکر کی حمایت کی۔

پروگرام کا آخری خطاب بعد نماز مغرب مسجد و مدرسہ فتح العلوم میں ہوا۔ امیر حلقہ نے تنظیم کی انقلابی دعوت کو پیش کیا جس کی تاثیر سامعین کی محویت سے عیاں تھی۔ حاضرین کی تعداد طلبہ سمیت 300 سے زائد تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے دین کی نصرت کے لیے کی جانے والی کوششوں کو قبول فرمائیں۔ آمین! (رپورٹ: حافظ ارشد علی)

جڑانوالہ میں ایک روزہ دعوتی پروگرام

31 جنوری 2016ء بروز اتوار امیر حلقہ فیصل آباد ملک احسان الٰہی تقریباً 15 رفقاء کے ساتھ جڑانوالہ کے ایک روزہ دعوتی پروگرام کے لیے روانہ ہوئے۔ مکی مسجد نزد ڈیفنس کالونی پہنچ کر انہوں نے رفقاء سے مشورہ کیا۔ اس کے بعد شہر کے مضافات میں رفقاء کو ذاتی ملاقاتوں، تقسیم ہینڈ بلز اور مساجد میں خطابات کے لیے روانہ کیا گیا۔ حبیب الرحمٰن نے تین مساجد میں جبکہ امیر حلقہ اور محمد رشید عمر نے ایک ایک مسجد میں خطاب کیا۔ باقی رفقاء نے لٹریچر کی تقسیم کے ساتھ ساتھ فرداً فرداً ملاقاتیں کیں۔

عصر کی نماز کے بعد رشید عمر نے رفقاء کو ''دینی فرائض کے جامع تصور'' کے موضوع پر ایک مختصر مذاکرہ بھی کروایا۔ اس کے بعد رفقاء نے اردگرد کے لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور مسجد میں آنے اور خطاب سننے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں وطن عزیز میں نظام خلافت کے احیاء کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! (رپورٹ: حافظ ارشد علی)

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ کوئٹہ تنظیم کے مبتدی رفیق محمد رشید وفات پا گئے۔
☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی پشاور شہر کے رفیق قاری عبید الرحمٰن کی والدہ وفات پا گئیں
☆ گوجرانوالہ تنظیم کے رفیق حافظ محمد عاصم کے تایا وفات پا گئے
☆ گوجرانوالہ تنظیم کے رفیق ظہیر علوی کے ماموں وفات پا گئے
☆ گوجرانوالہ تنظیم کے رفیق اکرام افضل کے بہنوئی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَادْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيْرًا

داعیٔ قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی چند فکر انگیز تالیفات

شہرۂ آفاق دورۂ ترجمۂ قرآن اب کتابی شکل میں

بیانُ القُرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

7 حصوں میں، قیمت 3600 روپے

قرآن حکیم کی عظمت وتعارف اور حقوق ومطالبات جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآنِ حکیم اور ہم

اشاعت خاص 450 روپے، اشاعت عام 300 روپے

عظمت مصطفےٰ ﷺ، مقصد بعثت، اسوۂ رسول ﷺ اور سیرت نبویؐ کے انقلابی پہلوؤں پر مشتمل مقالات کا مجموعہ

رسولِ اکرم ﷺ اور ہم

اشاعت خاص 450 روپے، اشاعت عام 300 روپے

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اسلامی انقلاب کے مراحل ومدارج اور لوازم

منہجِ انقلابِ نبویؐ

مجلد 400 روپے، غیر مجلد 200 روپے

سیرت مطہرہ کے دل پذیر موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ

سیرتِ خیرُ الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

صفحات 240، قیمت 180 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے

حقیقت و اقسامِ شرک

اشاعت خاص 100 روپے، اشاعت عام 60 روپے

امت مسلمہ سے خطاب کے ضمن میں قرآن کی جامع ترین سورت

سُورۃُ الحدید

(اُمُّ المُسبِّحات) کی مختصر تشریح

اشاعت خاص 300 روپے، اشاعت عام 150 روپے

خلافت کی حقیقت

اور عصرِ حاضر میں اس کا نظام

اشاعت خاص 200 روپے، اشاعت عام 100 روپے

☆ علماء کرام، مدرسین اور طلّاب کے لیے خصوصی رعایت ☆ مفصل فہرست بلا قیمت طلب کیجیے

مکتبہ خدام القرآن

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور

فون 3-35869501 (042)

ای میل maktaba@tanzeem.org ویب سائٹ www.tanzeem.org

VOL : 25 **Regd. C.P.L NO. 114** No.09

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore